For more visit (exponovels.com)

زہ تانہ نفرت کوم

سوہا خان

زمان خان تم میری بات سے انکار کر رہے ہو۔۔۔۔ایک گرجدار آواز لاؤنج میں گونجی تھی ملازم ڈر کر ایک قدم پیچھے ہوئے مگر اُسے تو کوئی فرق ہی نہیں پڑا وہ ویسے ہی اکڑ کر کھڑا تھا۔۔۔۔

بابا میں نے آپ کی ہر بات مانی ہے مگر یہ نہیں میری زندگی کا اتنا اہم فیصلے آپ خود کیسے کر سکتے ہیں مجھے بھی حق ہونا چاہیئے اس فیصلے میں۔۔۔۔وہ اپنے غصے کو قابو میں رکھتے آہستگی سے بولا مگر اُس کے اندر کا توفان بہت جلدی پھٹ کر باہر آنے والا تھا۔۔۔۔

زمان خان میں نے فیصلہ کر لیا ہے کے تم زرغونہ سے ہی شادی کرو گے اب مجھے اس بات پر کوئی بحث نہیں چاہیئے۔۔۔۔اثار خان کہتے اپنی چادر کندھے سے درست کرتے اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔۔۔

ٹھیک ہے پھر بابا اگر آپ کا یہ آخری فیصلہ ہے تو میرا بھی یہ آخری فیصلہ ہے کے میں زرغونہ سے شادی نہیں کروں گا۔۔۔۔زمان بھی تیز آواز میں کہتا حویلی سے نکل گیا تھا۔۔۔۔پیچھے اثار خان نے نفی میں سر ہلایا

۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

اتنی جلدی میں ڈیرے پر کیوں بلایا ہے مجھے ؟۔۔۔۔ نعمان ڈیرے پر آتے سامنے بیٹھے زمان سے پوچھنے لگا جو ہاتھ میں سگریٹ لیے اُسے سلگا رہا تھا۔۔۔۔

کیا مسئلہ ہے بتا بھی دو اب۔۔۔۔ نعمان نے زمان کو ویسے ہی چپ بیٹھے دیکھ کر پوچھا مگر زمان نے پھر بھی کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔

وہی زرغونہ والا مسئلہ ہے کیا؟۔۔۔۔ نعمان اُسے خاموش بیٹھے دیکھ کر بولا تو زمان نے سر ہلا کر اُس کی بات کی تصدیق کی۔۔۔۔

تو کر کیوں نہیں لیتے اُس سے شادی اتنی اچھی لڑکی ہے وہ بے شق زیادہ پڑھی لکھی نہیں ہے مگر گاؤں کی سب سے خوبصورت لڑکی ہے اتنے اچھے دل کی مالک ہے اور تمھیں کیا چاہیئے۔۔۔۔ نعمان نے غصے سے زمان کو دیکھا جو بے فضول کی زد لگا کر بیٹھا تھا۔۔۔۔

کہاں میں زمان خان اور کہاں وہ جاہل جسے سہی سے اردو بولنی بھی نہیں آتی میں کیسے اُس سے شادی کر لوں ۔۔۔۔زمان نے ایک سرد نظر نعمان پر ڈالتے کہا۔۔۔۔

مجھے نہیں پتا تھا تم انسان کو اُس کی پڑھائی سے جج کرتے ہو اُس کے کریکٹر کا کوئی مول نہیں ہے۔۔۔۔ نعمان کو زمان کی بات پر غصہ آگیا تھا۔۔۔۔

کوئی سٹینڈرڈ تو ہونا چاہیئے نا اُس کا زمان خان کی بیوی بننے کے لیے لیکن وہ تو سٹینڈرڈ کے مطلب سے ہی انجان ہے۔۔۔۔ زمان سگریٹ اپنے پاؤں سے مسلتے ہوئے دروازے سے نکل گیا۔۔۔۔

آج سے پانچ سال پہلے زرغونہ کی برتھڈے پر زمان کی مما اور زرغونہ کے والدین جو زین کے خالہ اور خالو لگتے تھے وہ زرغونہ کے لیے گفٹ اور فنکشن کا باقی سامان لینے مارکیٹ گئے تھے واپس آتے وقت اُن کی گاڑی ایک ٹرک کے نیچے آگئی تھی جس کی وجہ سے تینوں اُسی جگہ وفات پا گئے۔۔۔۔۔

اپنی مما کی موت کا زمہداری ہمیشہ زمان نے زرغونہ کو ٹھہرایا تھا اُس کا کہنا تھا اگر وہ زرغونہ کی برتھڈے کا سامان لینے نہیں آئی ہوتیں تو وہ آج زندہ ہوتیں۔۔۔۔۔تب سے ہی زمان کو زرغونہ سے نفرت ہوگئی تھی۔۔۔۔۔

زرغونہ اپنے مما بابا کے بعد اپنے تایا کے ساتھ رہتی تھی جن کو لڑکیوں کی پڑھائی پر بہت مسئلہ تھا جس کی وجہ سے زرغونہ آگے پڑھ نہیں سکی بس دسویں جماعت تک ہی پڑھا تھا اُس نے۔۔۔۔۔

زمان کے والد پیچھلے تین سالوں سے زمان کو کہہ رہے تھے کے زرغونہ سے نکاح کرو مگر وہ ہر بار کوئی نیا بہانا بنا کر ٹال دیتا تھا مگر اب تو اشار صاحب نے زد ہی باندھ لی تھی کے اسی مہینے میں زرغونہ سے نکاح کرو لیکن زمان بھی اُنھیں کا ہی بیٹا تھا وہ نکاح کے لیے راضی نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

صبح زمان آفس کے لیے تیار ہو کر لاؤنچ میں آیا تو سامنے اشار صاحب کے ساتھ بیٹھے زرغونہ کے تایا کو دیکھ کر وہ بنا سلام کیے وہاں سے جانے لگا جب اشار صاحب نے اُسے بلایا۔۔۔۔۔

ادھر آؤ زمان۔۔۔۔اثار صاحب کی سخت آواز پر وہ ناچاہیے ہوئے بھی اُن کی طرف آیا۔۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔۔ہلکی آواز میں سلام کرتے وہ صوفہ پر آکر بیٹھ گیا۔۔۔۔

ہم نے نکاح کی تاریخ تہ کی ہے ایک ہفتہ بعد کی۔۔۔۔اثار صاحب نے اُسے بتایا۔۔۔۔

زمان نے حیرت سے اثار صاحب کو دیکھا جو اُس کی طرف نہیں دیکھ رہے تھے بلکہ اُسے اگنور کیے زرغونہ کے تایا کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔۔۔۔

زمان غصے سے لب بوچے وہاں سے اُٹھ گیا اثار صاحب اب فیصلہ تو کر ہی چکے تھے اُسے کے کچھ کہنے سے کون سا کوئی فرق پڑ جانا تھا۔۔۔۔

زرغونہ کدھر ہو تم۔۔۔۔تائی نے زرغونہ کے کمرے میں داخل ہوتے چاروں طرف نظریں دوڑا کر پوچھا۔۔۔۔

ادھر ہے ام۔۔۔۔زرغونہ بالکونی سے آتے ہوئے بولی۔۔۔۔

کیا کوئی کام ہے ام سے ؟۔۔۔۔زرغونہ نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

اگلے ہفتے تیرا نکاح ہے زمان خان سے سادگی سے نکاح ہو گا اور پھر رخصتی ہو جائے گی تو خوش تو ہے نا۔۔۔۔

تائی نے زرغونہ کے پاس بیٹھتے ہوئے اُسے بتایا۔۔۔

وہ کیسے مان گیا اُن کو تو ام اچھا نہیں لگتا نا۔۔۔۔زرغونہ نے حیرت سے اپنی تائی سے پوچھا۔۔۔۔

تو چھوڑان سب کو بس تیاری کر اپنے سسرال جانے کی۔۔۔۔ تائی مسکراتے ہوئے کہہ کر وہاں سے چلی گئی ۔۔۔۔

دیکھو آخرام ہی ملانا تم کو بڑا کہتا تھا ام کسی پڑھی لکھی لڑکی سے شادی کرے گا۔۔۔۔ زرغونہ زمان کی بات سوچتے مسکراتے ہوئے بڑبڑائی دل میں وہ بہت خوش تھی اس شادی کا سن کر۔۔۔۔

جیسے جیسے نکاح کے دن قریب آرہے تھے زمان کا غصہ بڑھتا جارہا تھا اُس کا بس نہیں چل رہ تھا وہ زرغونہ کو ایک ہی وار میں ختم کر دے۔۔۔۔

بہت مہنگی پڑے گی تمھیں یہ شادی پل پل تم روگی مگر مجھے سے رہائی نہیں مل سکے گی تمھیں۔۔۔۔ زمان سگریٹ کا دھواں ہوا کے سپرد کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

ایک طرف سے تو اچھا ہی ہو گا میں تم سے اپنی مما کا بدلہ لے سکوں گا آرام سے کوئی کچھ کہہ بھی نہیں سکے گا ۔۔۔۔ زہ بہ تا کرسہ لرم زرغونہ خان۔۔۔۔ زمان چہرے پر پر اسرار مسکراہٹ لاتے ہوئے بولا۔۔۔

کافی دیر وہ یونہی چھت پر کھڑے ہو کر زرغونہ کے بارے میں سوچتا رہا مگر اُس کی ہر سوچ میں اُس معصوم کے لیے نفرت کی انتہا ہوتی تھی۔۔۔۔

آخر نکاح کا دن آ ہی گیا تھا سب تیاریوں میں مصروف تھے مگر زمان اپنے دوستوں کے ساتھ گھوم رہا تھا اشار صاحب کوئی دس بار اُسے کال کر چکے تھے مگر وہ اُٹھا نہیں رہا تھا اب تو وہ پریشان ہو گئے تھے کے کہی وہ نکاح کے وقت آ ئے ہی نا کتنی بے عزتی ہو گی اُن کی سب کے سامنے۔۔۔۔

نکاح شروع ہونے میں بس ایک گھنٹہ باقی تھا اب اشار صاحب کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچ چکا تھا۔۔۔۔

جاؤ جا کر پتا کرو زمان کہاں ہے نکاح کے وقت وہ مجھے حویلی میں چاہیئے۔۔۔۔ اشار صاحب اپنے گارڈز کو کہتے اپنی چادر سمبھالتے ہوئے لاؤنج میں آئے جہاں کافی سارے مہمان پہنچ چکے تھے۔۔۔۔

زمان نظر نہیں آرہا وہ کہاں ہے خان صاحب۔۔۔۔ گاؤں کے ایک آدمی نے اشار صاحب سے ملتے ہوئے زمان کا پوچھا۔۔۔۔

وہ تیار ہو رہا ہے۔۔۔۔ اشار صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اب وہ سچ تو بتا نہیں سکتے تھے کے اُن کا بیٹا نکاح سے بھاگ گیا ہے۔۔۔۔

زمان کو بلائیں اب نکاح خواں بھی پہنچ چکے ہیں۔۔۔۔ زرغونہ کے تایا نے اشار صاحب کے پاس جاتے کہا تو وہ سر ہلاتے ہوئے اپنے کمرے میں گئے۔۔۔۔

کہاں ہے زمان ابھی تک کیوں نہیں پہنچا یہاں۔۔۔۔ اشار صاحب نے گرجدار آواز میں اپنے گارڈز سے پوچھا جو سر جھکائے کھڑے تھے۔۔۔۔

صاحب ہم نے بہت ڈھونڈا مگر وہ کہی نہیں ملے۔۔۔۔ ایک گارڈ نے ہمت کرتے جواب دیا۔۔۔۔

اس سے پہلے اشار صاحب اُس گارڈ کو کچھ کہتے زمان کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔

کہاں تھے تم اس وقت تک، تمھیں ہماری عزت کی ذرا بھی پرواہ ہے؟۔۔۔۔۔اشار صاحب اُس کے سامنے جاتے ہوئے غصے سے بولے۔۔۔۔۔

عزت کی پرواہ نا ہوتی تو ابھی واپس نا آتا۔۔۔۔۔زمان خالی سے لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

تم سے اس لاپرواہی کا حساب ہم بعد میں لیں گے ابھی نیچے چلو نکاح شروع ہونے والا ہے۔۔۔۔۔اشار صاحب اُس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اپنے ساتھ اُسے لاؤنج میں لے کر آئے۔۔۔۔۔

بہت ہی سادگی سے نکاح کی رسم ادا ہوئی پھر زرغونہ کو لا کر زمان کے ساتھ بیٹھا دیا تھا مگر زرغونہ کا چہرہ پوری طرح سے ڈھکا ہوا تھا۔۔۔۔۔

کھانے کے بعد زرغونہ کو زمان کے کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا جسے سب نے رخصتی کا نام دیا تھا۔۔۔۔۔

زمان نکاح کے بعد ہی گھر سے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔

مہمانوں کے جانے کے بعد اشار صاحب بھی اپنے کمرے میں چلے گئے تھے اب کوئی اگر اکیلا تھا تو وہ تھی زرغونہ جو زمان کے کمرے میں بیٹھی زمان کے آنے کا انتظار کر رہی تھی مگر وہ نہیں آیا تھا شام کے سائے آسمان پر قابض ہو چکے تھے لیکن زرغونہ کا انتظار ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔۔۔

____

زمان رات کے ایک بجے حویلی واپس لوٹا اپنے کمرے میں آیا تو زرغونہ کو بیڈ پر بیٹھنے کے انداز سے سوئے دیکھ کر اُس کا غصہ ایک دم زیادہ ہوا۔۔۔۔۔

زرغونہ اُس کا انتظار کرتے ہی سو گئی تھی اس لیے اُس نے کپڑے بھی چینج نہیں کیے تھے۔۔۔۔۔

زمان بیڈ کے قریب جاتے زرغونہ کی بازوں اپنی سخت گرفت میں لے چکا تھا۔۔۔۔۔اپنی بازوں پر اتنی سخت گرفت سے زرغونہ کی آنکھ ایک دم کھولی۔۔۔۔۔

یہاں سے اُٹھو اور صوفہ پر جا کر سو۔۔۔۔۔زمان اُسے اُٹھتا دیکھ کر غصے سے بولا۔۔۔۔۔

زرغونہ نے حیرت سے اُسے دیکھ اتنا سخت لہجہ اوپر سے بازوں میں پست ہوتی اُس کی انگلیاں زرغونہ کی آنکھوں میں آنسوں لے آئی تھی۔۔۔۔۔

امارا بازوں چھوڑو۔۔۔۔۔زرغونہ نے ایک ہاتھ سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

جاؤ وہاں جا کر لیٹو اور واپس بیڈ کے قریب بھی مت آنا اس شادی میں میری مرضی بلکل شامل نہیں ہے اس لیے مجھ سے جتنا ہو سکے دور رہو۔۔۔۔۔زمان جھٹکے سے اُس کی بازوں چھوڑ تا ڈرسنگ روم میں چلا گیا۔۔۔۔۔

زرغونہ اپنی بازوں دوسرے ہاتھ سے دباتے ہوئے صوفہ پر جا کر لیٹی۔۔۔۔۔

اگر شادی میں مرضی شامل نہیں تھا تو کیا ہی کیوں۔۔۔۔۔زرغونہ زمان کی بات یاد کرتے دل میں اُس سے مخاطب ہوئی۔۔۔۔۔

زمان چینج کرتے باہر آیا تو لائٹس بند کرتے بیڈ پر جا کر لیٹ گیا ایک نظر بھی اُسے نے زرغونہ پر نہیں ڈالی تھی جو لائٹس بند ہونے پر خود میں سمٹی تھی۔۔۔۔۔

ام کو اندھیرے سے ڈر لگتا ہے۔۔۔۔۔زرغونہ ہمت کرتے آہستگی سے بولی مگر زمان نے کوئی جواب نا دیا
۔۔۔۔۔

زرغونہ خود کو اپنے ہی حصار میں لے کر بیٹھ گئی کیوں کہ اندھیرے میں اب اُسے نیند نہیں آنی تھی اوپر سے زمان کی باتیں اُس کی نیند کو جڑ سے ختم کر چکی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح نماز کے وقت زمان کی آنکھ کھلی تو اُسے کسی کی سسکیوں کی آواز آئی اُس نے کمرے میں نظر ڈوڑائی تو اُس کی نظر جائے نماز پر بیٹھی زرغونہ پر پڑی جو ہاتھ اُٹھائے اللہ سے سسکتے ہوئے دعا مانگ رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ ایک دم اُٹھ کر بیٹھا۔۔۔۔۔

زرغونہ اُسے اُٹھتے دیکھ کر جلدی سے جائے نماز سے اُٹھ گئی۔۔۔۔۔

زمان وضو کرتے نماز پڑھنے لگا۔۔۔۔۔

زرغونہ صوفہ پر بیٹھی اُس کی پشت کو دیکھ رہی اُس کی آنکھوں کے سامنے آج سے پانچ سال پہلے کا واقع آیا
۔۔۔۔۔

کل امارا سالگرہ ہے تم ام کو کیا دے گا۔۔۔۔۔پندرہ سال کی زرغونہ بلیک پٹھانی فراک پہنے جھولے پر بیٹھی سامنے کھڑے آٹھارہ سال کے زمان سے بولی۔۔۔۔۔

جو تم مانگے گا وہی۔۔۔۔زمان نے بھی اُسے کے لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

تم امارا نقل کرتا ہے ام بابا کو بتائے گا۔۔۔۔۔زرغونہ خفہ ہوتے ہوئے بولی تو زمان اُس ساتھ جھولے پر بیٹھ گیا ۔۔۔۔۔

سوری معاف کر دو مجھے میں اب تمھارا مطلب تمھاری نقل نہیں کرتا۔۔۔۔۔زمان نے اپنے کان پکڑتے ہوئے کہا تو زرغونہ نے ہاں میں سر ہلایا جیسے کہہ رہی ہو معاف کیا۔۔۔۔۔

اچھا بتاؤ کیا چاہیئے تمھیں اپنی برتھڈے پر۔۔۔۔۔زمان نے پوچھا تو زرغونہ نے ایک ہاتھ ماتھے پر رکھتے سوچا ۔۔۔۔۔

یاد نہیں آرہا کیا چاہتے ام کو۔۔۔۔۔زرغونہ نے منہ بناتے ہوئے زمان سے کہا۔۔۔۔۔

اوکے پھر میں تمھیں ایک سرپرائز دوں گا کل۔۔۔۔۔زمان کہتے وہاں سے اُٹھتے اپنے والدین کے کمرے میں گیا۔۔۔۔۔

مما مجھے کل زرغونہ نے نکاح کرنا ہے۔۔۔۔۔زمان نے اپنی مما کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا تو اُنھوں نے حیرت سے اُسے دیکھا۔۔۔۔۔

کیا تم سچ کہہ رہے ہو زمان میری بھی یہی خواہش تھی کے تم زرغونہ سے نکاح کر لو۔۔۔۔۔اُس کی مما نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ بھی مسکرا دیا۔۔۔۔۔

مما آپ بابا اور خالہ خالو سے بات کر لیجیے گا۔۔۔۔۔زمان کہتے کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔

بہری ہو گئی ہو کیا سنائی نہیں دیتا ملازمہ بلا رہی ہے ناشتہ پر۔۔۔۔۔زمان کی غصے سے بھری آواز پر زر غونہ ایک دم ہوش میں آئی۔۔۔۔۔

وہ ام۔۔۔۔۔

ام وام بند کرو اور جلدی سے منہ دھو کر نیچے پہنچو۔۔۔۔۔زمان اپنے بلیک کرُتے کے بازوں اوپر فولڈ کرتے ہوئے بولا تو زر غونہ جلدی سے وہاں سے اُٹھ کر واشروم میں گئی۔۔۔۔۔

اچھے سے چہرہ دھوتے وہ باہر آئی تو زمان کو گھڑی پہنتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔۔

چلو اب۔۔۔۔۔زمان بنا اُسے دیکھے کہتے دروازے سے نکل گیا پیچھے زر غونہ بھی باہر آئی۔۔۔۔۔

چہرے پر مسکراہٹ لاؤ بابا کو شک میں مت ڈالنا۔۔۔۔۔زمان سختی سے اُسے حکم کرتے سیڑھیاں اُترنے لگا

۔۔۔۔۔

مما آپ کا پیشنگوئی آج غلط ہو گیا آپ کہتی تھی زمان امارہ خیال رکھے گا مگر اُنھیں تو ام سے نفرت ہے وہ آج بھی خالہ کے آکسیڈنٹ کا زمیدار ام کو سمجھتا ہے۔۔۔۔۔زر غونہ نے روتے ہوئے کہا مگر یہاں کوئی نہیں تھا جو اُسے سہارا دے سکے اس لیے جلدی سے آنسوں صاف کرتے وہ لاؤنج میں گئی۔۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔۔۔زر غونہ نے ٹیبل پر جاتے اشار صاحب کو سلام کیا۔۔۔۔۔

وعلیکم اسلام بیٹھو ناشتہ کرو۔۔۔۔ اشار صاحب نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔ زرغونہ کی لال سوجی ہوئی آنکھیں دیکھتے اُنھوں نے افسوس سے زمان کو دیکھا جو لا تعلق بنا ناشتہ کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ تمھاری بیوی ہے اُس کا خیال رکھا کرو اُس کے ماں باپ بھی نہیں ہیں تو غصہ مت کرنا اُس پر۔۔۔۔ ناشتہ ختم کرنے کے بعد اشار صاحب نے زمان سے کہا زرغونہ پہلے ہی اُٹھ کر چلی گئی تھی۔۔۔۔

یہ شادی میری مرضی سے نہیں ہوئی۔۔۔۔ زمان سختی سے کہتے آفس کے لیے نکل گیا۔۔۔۔

ایک دن وہ پہلے والی محبت تمھارے دل میں ضرور جاگ جائے گی۔۔۔۔ اشار صاحب اُس کے جانے کے بعد خود سے بولے۔۔۔۔

زرغونہ کی تائی اُس سے ملنے حویلی آئی تھی ابھی وہ دونوں زمان کے کمرے میں بیٹھی تھی۔۔۔۔

زمان کدھر ہے۔۔۔۔ تائی نے زمان کو نا پا کر پوچھا۔۔۔۔

اُن کو آفس میں ضروری کام تھا تو اُدھر گیا ہے۔۔۔۔۔زرغونہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

آج کے دن کون ہے ضروری کام ہے اُسے آج تو گھر رہنا چاہیئے تھا۔۔۔۔۔ تائی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

تو خوش ہے نا اُس کے ساتھ۔۔۔۔ تائی نے اچانک پوچھا تو زرغونہ نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا وہ تائی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

اللہ ہمیشہ خوش رکھے دونوں کو۔۔۔۔۔ تائی نے زرغونہ کے سر پر ہاتھ رکھتے دعا دی۔۔۔۔۔

ہاں یہ لے تھوڑے پیسے تیرے تایا نے دیے ہیں تجھے جہیز تو دے نہیں سکے اس لیے یہ لے لے۔۔۔۔۔ تائی نے پانچ ہزار کے چند نوٹ اُس کی ہتھیلی پر رکھے۔۔۔۔۔

ام کو اس کی ضرورت نہیں ہے آپ رکھ لو۔۔۔۔۔زرغونہ نے وہ پیسے واپس تائی کو پکڑائے۔۔۔۔۔

نہیں یہ ہماری طرف سے تحفہ ہے اسے رکھ لو۔۔۔۔۔ تائی نے آنکھیں دیکھا کر کہا تو وہ خاموش ہو گئی۔۔۔۔۔

اب میں چلتی ہوں جب زمان آئے تو آنا ہماری طرف۔۔۔۔ تائی اُسے ملتے اپنے گھر چلی گئی جو یہاں سے دس منٹ کے فاصلے پر ہی تھا۔۔۔۔

میرے کپڑے پریس کر دو مجھے ایک دوست کی طرف جانا ہے۔۔۔۔زمان ابھی ہی کمرے میں آیا تھا آتے ساتھ ہی واپس جانا کا کہہ کر واشروم چلا گیا۔۔۔۔

زرغونہ جو صوفہ پر بیٹھی اُس کا انتظار کر رہی تھی کے وہ آئے تو تایا کے گھر چلیں اُس کے کہی اور جانے پر اداس ہوئی۔۔۔۔

اُس نے الماری کھولی ہر طرف بلیک کلر کے ہی سوٹ پڑے تھے کچھ پینٹ شرٹ تھی اور زیادہ قمیض شلوار تھے ۔۔۔۔ الماری کو کافی اچھے سے سجایا گیا تھا کوئی بھی کپڑا الٹا سیدھا نہیں تھا۔۔۔۔اُس نے بلیک قمیض شلوار نکال کر اُسے استری کی اور ڈرسنگ روم میں چھوڑ کر وہاں سے نکل گئی۔۔۔۔

کچھ دیر بعد زمان باہر آیا تو زرغونہ نے ایک نظر اُٹھا کر اُسے دیکھا جو بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔۔

امارہ تائی نے آپ کو اور ام کو آج کھانے پر بلایا ہے۔۔۔۔زرغونہ نے ہمت کرتے ہوئے آہستگی سے کہا ۔۔۔۔۔

میرے پاس اتنا فالتو وقت نہیں ہے تم نے جانا ہے تو جاؤ۔۔۔۔زمان سرد لہجے میں کہتے اپنا فون اور گاڑی کی چابیاں اُٹھاتے کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔

پیچھے زرغونہ کتنی ہی دیر بیٹھی آنسوں بہتی رہی اُسے کہاں عادت تھی کسی کا اتنا سخت لہجے برداشت کرنے کی ۔۔۔۔۔

اگلے دن زرغونہ ڈرائیور کے ساتھ اکیلی تائی کے گھر گئی تھی۔۔۔۔

رات کو کیوں نہیں آئی تم میں انتظار کر رہی تھی تمھارا۔۔۔۔تائی نے زرغونہ سے ملتے پہلے شکوہ کیا۔۔۔۔

زمان کہاں ہے وہ نہیں آیا۔۔۔۔۔زرغونہ اس سے پہلے کوئی جواب دیتی تائی نے ایک اور سوال کیا۔۔۔۔

او آفس کے کام میں مصروف ہے۔۔۔۔۔زر غونہ نے سر جکھائے جواب دیا۔۔۔۔

مجھے لگتا ہے زمان اب بھی تجھ سے راضی نہیں ہے تو جھوٹ بولتی ہے ہم سے۔۔۔۔۔ تائی نے زر غونہ کے جھکے چہرے کو دیکھتے نرمی سے کہا۔۔۔۔

زر غونہ تائی کی بات پر سر اور جھکا گئی۔۔۔۔

بیٹا تم اُس کا خیال کرو اُس کی ہر ضرورت پوری کرو اُس کا احترام کرو دیکھنا کیسے پگھل جائے گا وہ۔۔۔۔ تائی نے اُسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے سمجھایا۔۔۔۔

مگر تائی وہ توام کو خالہ کی موت کا زمہدار سمجھتا ہے وہ پانچ سالوں سے ٹھیک نہیں ہوا تو اب کیسے ہو جائے گا امارے ساتھ۔۔۔۔زر غونہ نے اداسی سے کہا۔۔۔۔

بیٹا نکاح کے دو بولوں میں بہت طاقت ہوتی ہے پتھر دل بھی پگھل جاتے ہیں بس تم اُس کی مرضی سے سب کام کرنا جس سے منع کرے وہ بلکل مت کرنا ٹھیک ہے نا۔۔۔۔ تائی نے پیار سے کہا تو زرغونہ نے سر ہلایا۔۔۔۔

اب تم ادھر بیٹھو میں کھانا بناتی ہوں تمھارے لیے۔۔۔۔ تائی کہتی اُٹھ کر کچن میں چلی گئی وہ آرام سے صوفہ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

زمان ابھی آفس سے گھر لوٹا تھا کھانا کھاتے اب اُس کا ارادہ سونے کا تھا جب ملازمہ نے اشار صاحب کا پیغام پہنچایا جو اُسے بلا رہے تھے۔۔۔۔۔

زمان بیڈ سے اُٹھتے اُن کے کمرے میں گیا جہاں وہ بیڈ پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

جاؤ زرغونہ کو گھر لے آؤ وہ کہہ رہی تھی رات کو واپس آئے گی۔۔۔۔۔ اشار صاحب اُس کو اپنے کمرے میں داخل ہوتا دیکھ کر بولے۔۔۔۔۔

ڈرائیور کو بیجھ دیں میں سونے لگا ہوں۔۔۔۔۔ زمان نے جنجلا کر کہا۔۔۔۔۔

وہ ڈرائیور کی نہیں تمھاری زمہداری ہے جاؤ جلدی لے کر آؤ اُسے گھر۔۔۔۔۔ اشار صاحب زمان کی بات سنتے غصے سے بولے تھے۔۔۔۔

بابا۔۔۔۔۔ زمان نے عاجزی سے کہا۔۔۔۔۔

جاؤ جلدی۔۔۔۔ اشار صاحب کہتے دوسری طرف کروٹ لے کر لیٹ گئے۔۔۔۔۔

زمان غصے سے کمرے سے نکلا اور گاڑی کی چابیاں اُٹھاتے گاڑی میں بیٹھا۔۔۔۔۔

زرغونہ کے تایا کا گھر زیادہ دور نہیں تھا اس کیے وہ پانچ منٹ میں ہی اُدھر پہنچ گیا۔۔۔۔۔

گاڑی سے نکلتے اُس نے دروازہ بجایا۔۔۔۔۔

ہلکی پھلکی سی بارش شروع ہو چکی تھی جو زمان کو بھیگا رہی تھی۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد زرغونہ کی تائی نے دروازہ کھولا تو زمان کو دیکھتے خوشی سے اندر آنے کا کہا۔۔۔۔۔

زرغونہ کو بیجھ دیں جلدی۔۔۔۔۔ زمان اکھڑے ہوئے لہجے میں بولا اور گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

زرغونہ کی تائی نے اندر جاتے زرغونہ کو زمان کا بتایا تو وہ جلدی سے تایا اور تائی سے ملتی گیٹ سے باہر نکلی ۔۔۔۔۔ اب بارش تھوڑی تیز ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ زرغونہ بھاگتے ہوئے پیچھلی سیٹ پر آکر بیٹھی۔۔۔۔۔

میں تمھارا ڈرائیور نہیں ہوں خود واپس آجایا کرو وقت پر۔۔۔۔زمان نے گاڑی سٹارٹ کرتے شیشے سے ایک نظر اُس پر ڈالتے سختی سے کہا۔۔۔۔

زرغونہ جو دل میں خوش ہوئی تھی زمان کے آنے پر زمان کا لہجہ دیکھتے واپس اداس ہو گئی۔۔۔۔

زرغونہ نیچے سر کیے بیٹھی ہوئی تھی جب گاڑی حویلی کے پورچ میں رکی۔۔۔زرغونہ آہستہ سے دروازہ کھولتے باہر نکلی جب اچانک آسمان پر بجلی چمکی۔۔۔۔

زرغونہ ڈر کر ہلکی سی چیخ مارتے اپنے آگے کھڑے زمان کی بازوں زور سے پکڑ گئی جو گاڑی کا دروازہ بند کر رہا تھا ۔۔۔۔

زمان نے حیرت سے اُسے دیکھا جب اُس کے ہاتھ اپنی بازوں پر محسوس ہوئے تو اُسے ایک دم غصہ آیا۔۔۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔۔زمان غصے سے اپنی بازوں چھڑواتے ہوئے اندر چلا گیا۔۔۔۔

زر غونہ جو آگے بجلی سے ڈری ہوئی تھی زمان کی دھاڑ پر اور سہم گئی۔۔۔۔کچھ آنسوں اُس کی آنکھوں سے نکل کر گالوں پر بہہ گئے تھے۔۔۔۔

ایک بار پھر بجلی چمکی تو وہ جلدی سے بھاگتے ہوئے اندر چلی گئی۔۔۔۔وہاں کھڑے ہونے کے دوران وہ کافی گیلی ہو چکی تھی۔۔۔۔

____

صبح نماز کے وقت زمان کی انکھ کھلی تو اُس نے دیکھا زر غونہ ابھی تک صوفہ پر سو رہی ہے ورنہ وہ اس سے پہلے اُٹھ کر نماز پڑھ لیتی تھی۔۔۔۔

شاید پڑھ کر واپس سے سو گئی ہو۔۔۔زمان سوچتے واشروم چلا گیا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد واپس آیا تو بھی زر غونہ سوئی ہوئی تھی۔۔۔۔

زمان نے نماز ادا کی اور پھر آفس کے لیے تیار ہونے لگا۔۔۔۔ کچھ دیر بعد ملازمہ ناشتہ کا پیغام دینے آئی تو زمان نے زرغونہ کو دیکھو جو ابھی تک ویسے ہی سوئی ہوئی تھی زمان کافی حیران ہوا مگر کچھ بولے بغیر ناشتہ کے لیے چلا گیا۔۔۔۔

زرغونہ کہاں ہے ؟۔۔۔ اشار صاحب نے اُسے اکیلے آتے ہوئے دیکھا تو پوچھا۔۔۔

سوئی ہوئی ہے۔۔۔ زمان لاپرواہی سے کہتے ناشتہ کرنے لگا اشار صاحب بھی کچھ نا بولے۔۔۔

ناشتہ کے بعد زمان آفس چلا گیا اور اشار صاحب گاؤں میں زمینوں کی طرف چلے گئے۔۔۔

ملازمہ کمرے کی صفائی کرنے کے لیے گئی تو زرغونہ کو ویسے ہی سوئے ہوئے پایا اُس حیرت ہوئی کیوں کہ وہ اتنی دیر تک تو کبھی نہیں سوتی تھی۔۔۔۔

اُس نے آگے بڑھتے زرغونہ کو جگانا چاہا۔۔۔۔

بی بی جی اُٹھیں دن چڑھ گیا ہے۔۔۔۔ ملازمہ نے زرغونہ کو ہاتھ لگا تو ایک دم پیچھے کر لیا وہ بخار میں تپ رہی تھی ۔۔۔۔۔

ہائے اللہ یہ بی بی جی کو تو بہت بخار ہے۔۔۔۔۔ ملازمہ پریشانی سے بولی اور جلدی سے کمرے میں رکھے لینڈ لائن سے زمان کو کال کرنے لگا۔۔۔۔

کافی دفعہ کال کرنے پر بھی زمان نے نا اُٹھایا تو ملازمہ اور پریشان ہوئی۔۔۔۔۔

کچھ سوچتے اُسے نے اشار صاحب کو کال کی۔۔۔۔۔

صاحب جی بی بی کو بہت تیز بخار ہے وہ ابھی تک اپنے کمرے میں لیٹی ہوئی ہیں۔۔۔۔ ملازمہ نے اشار صاحب کو بتایا۔۔۔۔

یا اللہ خیر میں پہنچتا ہوں کچھ دیر میں تب تک تم ڈاکٹر کو فون کرو۔۔۔۔۔ اشار صاحب کہتے ڈیرے سے اُٹھ کر جلدی سے حویلی کے لیے نکلے۔۔۔۔۔

کچھ دیر میں اشار صاحب پہنچ چکے تھے اُن نے زرغونہ کے پاس جاتے اُس کے ماتھے پر ہاتھ لگایا تو اتنا تیز بخار دیکھتے پریشان ہوئے۔۔۔۔۔ دوسری بات جو اُنھیں غصہ دلا گئی وہ زرغونہ کا صوفہ پر سونا تھی۔۔۔۔

کچھ وقت میں ہی ڈاکٹر پہنچ گئی۔۔۔

کیا ہوا ہے بیٹی کو۔۔۔۔ اشار صاحب ڈاکٹر سے پوچھا۔۔۔۔

اُنھیں کافی تیز بخار ہے سردی کی وجہ سے اور بی پی بھی لو ہے اس لیے وہ غنودگی میں ہیں میں نے ڈرپ لگا دی ہے کچھ دوائیں بھی دے دی ہیں وہ کچھ وقت میں ہوش میں آجائیں گی۔۔۔ ڈاکٹر نے بتایا۔۔۔

اشار صاحب نے سر ہلایا تو ڈاکٹر حویلی سے چلی گئی۔۔۔

تم نے زمان کو فون کیا ہے۔۔۔ اشار صاحب سختی سے ملازمہ سے بولے۔۔۔

جی صاحب جی میں نے پہلے اُن کو ہی فون کیا تھا مگر وہ اُٹھا ہی نہیں رہے تھے۔۔۔ ملازمہ کے بتانے پر اشار صاحب اور زیادہ غصے میں آئے۔۔۔

اپنے کمرے میں جاتے اُنھوں نے زمان کو فون کیا جس نے دوسری بل پر اُٹھالیا۔۔۔۔

وہ ابھی میٹنگ ختم کرتے اپنے آفس میں آیا تھا۔۔۔ لینڈ لائن سے کالز دیکھتے اُسے لگا زر غونہ نے کی ہوں گی کیوں کہ یہ اُسی کے کمرے کا لینڈ لائن تھا اسلیے اُن نے واپس کال کر کے پتا نا کیا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد بابا کی کال دیکھتے اُس نے جلدی سے کال اُٹھائی۔۔۔۔

اسلام علیکم بابا۔۔۔۔زمان نے پر جوش ہو کر سلام کیا۔۔۔۔

جلد از جلد حویلی پہنچو۔۔۔۔زمان کے سلام کو اگنور کرتے اشار صاحب غصے سے بولے ساتھ ہی کال کاٹ دی
زمان اُن کا غصہ دیکھتے پریشان ہوا۔۔۔ جلدی سے سب کام چھوڑتے وہ حویلی پہنچا۔۔۔

جی بابا آپ نے بلایا۔۔۔اُن کے کمرے میں پہنچا اُن سے آہستگی سے پوچھا۔۔۔

تمھیں زرا بھی خیال ہے اُس بچی کا کس قدر بے رحم ہو تم زمان مجھے شرمندگی ہوتی ہے تمھیں اپنا بیٹا کہتے۔۔۔
اشار صاحب غصے سے چیخے۔۔۔

کیا مطلب بابا۔۔۔زمان نے حیرت میں ڈوبی آواز میں کہا۔۔۔

زمان صبح وہ اتنی دیر تک سوئی رہی تم نے پاس جاتے پتا بھی نہیں کیا آخر کیا وجہ ہے اُس کے اتنی دیر سونے کی اور دوسری بات تم اُسے صوفہ پر سلاتے ہو بیوی ہے وہ تمھاری۔۔۔اشار صاحب پھر سے غصے سے بولے تو زمان نے سر جھکا لیا۔۔۔۔

کیا ہوا ہے اُسے۔۔۔زمان نے آہستگی سے پوچھا۔۔۔

ٹھنڈ کی وجہ سے بخار ہو گیا ہے اُسے بی پی بھی لو ہے شکر کرو سہی وقت پر ملازمہ نے بتا دیا ہے مجھے ورنہ پتا نہیں کیا ہوتا بچی کا۔۔۔اشار صاحب نے افسوس سے کہا۔۔۔

زمان شرمندگی سے سر جھکائے کھڑا تھا اُسے احساس ہوا اپنی غلطی کا ایک بار اُس سے پوچھنا تو چاہیئے تھا اسے ۔۔۔

جاؤ جا کر پتا کرو اُس کا۔۔۔اشار صاحب نے کہا تو وہ جلدی سے اپنے کمرے میں پہنچا جہاں ملازمہ بیٹھی اُس سوپ پینے کا بول رہی تھی۔۔۔

بی بی جی اسے پی لیں ٹھیک ہو جائیں گی آپ۔۔۔

امارادل نہیں ہے۔۔۔۔زرغونہ نے نامیں سر ہلایا۔۔۔

آپ جائیں سوپ وہاں رکھ کر۔۔۔زمان نے ملازمہ کو کمرے سے بیجھ دیا۔۔۔

دومنٹ کے اندر اسے ختم کرو۔۔۔زمان سوپ کا باؤل اُس کے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے بولا۔۔۔زرغونہ نے معصومیت سے زمان کو دیکھا کے شاید وہ پگل جائے مگر زمان آنکھوں میں سختی لیے اُسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ناچار زرغونہ کو وہ سوپ پینا پڑا۔۔۔

سوپ ختم ہونے کے بعد زمان باؤل لے کر سائیڈ پر رکھتا ساتھ پڑی دوائی کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

یولو یہ بھی کھاؤ۔۔۔دو گولیاں نکالتے زمان نے زرغونہ کی طرف بڑھائی۔۔۔

یااللہ یہ تو امارا گلا سے بھی بڑی ہیں ام کیسے کھائے گا اس کو۔۔۔زرغونہ نے گولیاں دیکھتے حیران ہو کر کہا تو اُس کی بات پر زمان کے لبو پر مسکراہٹ آئی جسے وہ جلدی ہی چھپا گیا۔۔۔

جلدی سے کھاؤ۔۔۔زمان اب تھوڑا سختی سے بولا تو وہ جلدی سے ہاں میں سر ہلاتے گولیاں کو حیرت انگیز نظروں سے دیکھتے منہ میں ڈال گئی۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

جب وہ گولیاں آرام سے اُس کے گلے سے اُتر گئیں تو اُس نے ہاتھ اُٹھا کر اللہؐ کا شکر ادا کیا۔۔۔۔ زمان کافی غور سے اُس کی بچوں جیسی حرکتیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

یہ لو یہ بھی کھاؤ۔۔۔ دو گولیاں نکالتے زمان نے زرغونہ کی طرف بڑھائی۔۔۔

یا اللہؐ یہ تو امارا گلا سے بھی بڑی ہیں ام کیسے کھائے گا اس کو۔۔۔ زرغونہ نے گولیاں دیکھتے حیران ہو کر کہا تو اُس کی بات پر زمان کے لبو پر مسکراہٹ آئی جسے وہ جلدی ہی چھپا گیا۔۔۔

جلدی سے کھاؤ۔۔۔ زمان اب تھوڑا سختی سے بولا تو وہ جلدی سے ہاں میں سر ہلاتے گولیوں کو حیرت انگیز نظروں سے دیکھتے منہ میں ڈال گئی۔۔۔۔

جب وہ گولیاں آرام سے اُس کے گلے سے اُتر گئیں تو اُس نے ہاتھ اُٹھاتے اللہ کا شکر ادا کیا۔۔۔زمان کافی غور سے اُس کی بچوں جیسی حرکتیں دیکھ رہا تھا۔۔۔

گولیاں کھاتے وہ سیدھی ہو کر لیٹی مگر ایک دم اُٹھ گئی جلدی سے بیڈ اُٹھتے وہ صوفہ پر جا کر لیٹی۔۔۔زمان جو شیشے کے آگے کھڑا اپنی واچ اُتار رہا تھا اُس بیڈ سے اُٹھ کر صوفہ پر لیٹتے دیکھ کر جلدی سے اُس کی جانب گیا ۔۔۔

اُٹھو یہاں سے اور بیڈ پر جا کر لیٹو۔۔۔زمان کو ڈر تھا کہی اشار صاحب نا آجائیں کمرے میں اُسے صوفہ پر لیٹا دیکھ کر زمان کو ہی ڈانٹیں گے۔۔۔زرغونہ جو آنکھیں بند کر چکی تھی زمان کی آواز پر پھر سے کھولیں۔۔۔۔

ام ٹھیک ہے ادھر۔۔۔زرغونہ نے آہستگی سے کہہ کر واپس آنکھوں موندلیں۔۔۔

اُٹھو میں نے کہا ہے سمجھ نہیں آتی ایک بار۔۔۔وہ ایک بات بار بار دھراتے ہوئے تنگ ہوتا تھا اس لیے غصہ سے بولا تو زرغونہ جلدی سے اُٹھتے بیڈ کے ایک کونے میں جا کر لیٹی۔۔۔

اگلی صبح زرغونہ جلدی اُٹھ گئی تھی نماز پڑھنے کے بعد وہ بالکونی میں کھڑی صبح کا حسین منظر دیکھ رہی تھی۔۔۔

پھر سے ٹھنڈ لگ جائے گی تمھیں۔۔۔زمان اُسے بالکونی میں کھڑا دیکھ کر سختی سے بولا۔۔۔۔

زرغونہ جو اپنے ہی خیالوں میں گم تھی ایک دم زمان کی سخت آواز پر ڈر گئی۔۔۔

اللہ یہ شخص ام کو مار کر ہی چھوڑے گا۔۔۔زرغونہ دل پر ہاتھ رکھتے بڑبڑائی۔۔۔

اندر آؤ جلدی میں روز روز آفس کا کام چھوڑتے تمھارے لیے دن کو گھر نہیں آسکتا۔۔۔زمان ایک بار پھر سے سختی سے بولا۔۔۔

زرغونہ سر جھکائے اندر آئی۔۔۔زمان کا لہجہ ہمیشہ اُس کی آنکھوں میں آنسوں لانے کی وجہ بنتا تھا۔۔۔

زرغونہ کو سر جھکائے بیٹھا دیکھ کر زین کو اُس پر رحم آیا۔۔۔

کیوں بیٹھی ہو ایسے۔۔۔زین کا لہجہ اب کی بار نرم تھا مگر زیادہ نہیں۔۔۔

ایسے ہی۔۔۔۔زرغونہ نے اپنے آنسوں روکتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔

جاؤ دیکھو ناشتہ کب تک تیار ہو گا۔۔۔۔زمان اپنے کپڑے لیتے چینج کرنے جاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

زرغونہ جلدی سے اُٹھ کر کچن میں گئی۔۔۔۔

____

کیسی ہے طبیعت اب۔۔۔۔ اشار صاحب ناشتہ کے ٹیبل پر زرغونہ کو بیٹھتے دیکھ کر بولے۔۔۔۔

ام ٹھیک ہے۔۔۔۔ زرغونہ نے سر ہلاتے جواب دیا۔۔۔۔

تم ہمارے جانے کے بعد گھر میں اکیلی کیا کرتی ہو۔۔۔۔ اشار صاحب نے اپنا ناشتہ کرتے ہوئے زرغونہ سے پوچھا۔۔۔۔

کچھ نہیں ام کے پاس کچھ نہیں ہوتا کرنے کو۔۔۔۔ زرغونہ نے اداسی سے جواب دیا۔۔۔۔

آگے پڑھنا چاہتی ہو۔۔۔۔ اشار صاحب کی بات پر زمان جو ناشتہ میں مصروف تھا ایک دم اوپر مڑا۔۔۔۔

زرغونہ نے بھی اشار صاحب کی بات پر زمان کو دیکھا۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

ٹھیک ہے گاؤں کے کالج میں ایڈمیشن کروادیں۔۔۔۔زمان ایک نظر زرغونہ کو دیکھتے ہوئے واپس سے ناشتہ میں مصروف ہو گیا۔۔۔

گاؤں کے کیوں تم خود بھی تو شہر سے پڑھے ہو نا پھر یہ گاؤں میں کیوں پڑھے گی۔۔۔۔اشار صاحب نے کہا تو زمان نے واپس سے سر اُٹھایا۔۔۔

بابا شہر کے کالجز لڑکیوں کے لیے ٹھیک نہیں ہیں یہ بات آپ بھی جانتے ہیں۔۔۔

نہیں زمان اگر تم شہر سے پڑھے ہو تو یہ بھی اُدھر سے ہی پڑھے گی میں ایڈمیشن فام منگوالوں گا آج۔۔۔اشار صاحب کہتے ہاتھ صاف کرتے وہاں سے اُٹھ گئے۔۔۔

زرغونہ حیرت سے کبھی اشار صاحب کو دیکھتی کبھی زمان کو۔۔۔

میں اس کا ایڈمیشن وہاں نہیں ہونے دوں گا۔۔۔زمان غصے سے بول کر وہاں سے نکل گیا۔۔۔

شام کو اشار صاحب آئے تو اُن کے ہاتھ میں زرغونہ کا ایڈمیشن فام تھا جو اُنھوں نے زرغونہ کو پکڑایا۔۔۔

زمان ام کو غصہ کرے گا اس لیے ام نہیں لیتا اسے۔۔۔۔زرغونہ نے سر جھکائے جواب دیا۔۔۔

وہ کچھ نہیں کہے گا تم پکڑو اسے کل تک حل کر کے دے دینا۔۔۔۔اشار صاحب اُسے کہتے کمرے میں چلے گئے پیچھے وہ ہاتھ میں فام لیے کھڑی رہی۔۔۔۔

زمان کمرے میں آیا تو زرغونہ کو ہاتھ میں فام لیے کھڑا دیکھ کر اُس کے قریب آیا اُس کے ہاتھ سے فام لیتے اُسے نے غور سے پڑھا۔۔۔

بابا کو منع کر دو تم نہیں جاؤ گی کالج۔۔۔۔زمان فام کو سائیڈ ٹیبل پر رکھتے سرد لہجے میں بولا۔۔۔

بابا ناراض ہو جائیں گے۔۔۔۔زرغونہ نے آہستگی سے کہا۔۔۔

میں نے کہا تم منع کرو گی اُنھیں۔۔۔۔زمان ایک سخت نظر اُس پر ڈالتے واشروم چلا گیا۔۔۔

پیچھے وہ اپنی انگلیاں مڑوڑنے لگ گئی۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

فام حل کیا تم نے وہ دے دو مجھے میں جمع کروادوں گا۔۔۔اشار صاحب ناشتہ کرتے جانے لگیے تھے مگر پھر سے پیچھے مڑ کر بولے۔۔۔

زمان نے اُن کی بات پر ایک دم زرغونہ کو دیکھا۔۔۔

ام کو نہیں جانا کالج ام نے فام حل نہیں کیا۔۔۔۔زرغونہ نے سر جھکائے جواب دیا۔۔۔

زمان تم نے ہی بچی کو منع کیا ہے نا۔۔۔۔اشار صاحب نے زمان کو گھورا۔۔۔

میں نے کیا کہا ہے اسے بابا خود ہی نہیں جانا چاہتی یہ کالج آپ کیوں اسے فورس کر رہے ہیں۔۔۔زمان نے کندھے اچھکاتے جواب دیا۔۔۔

ابھی لے کر آؤ وہ فام اور میرے سامنے اُسے فِل کرو۔۔۔اشار صاحب زرغونہ سے بولے تو اُس نے نظریں اُٹھا کر زمان کو دیکھا۔۔۔

بابا۔۔۔زمان نے احتجاج کرنا چاہا مگر اشار صاحب کے گھورنے پر خاموش ہو گیا۔۔۔

زرغونہ بچے جلدی سے لے کر آؤ۔۔۔اشار صاحب نے ایک بار پھر زرغونہ سے کہا تو وہ اُٹھ کر اپنے کمرے سے فام لے کر آئی۔۔۔

اس میں کیا لکھنا ہے۔۔۔زرغونہ سارا فام فِل کر چکی تھی مگر ایک چیز کی اُسے سمجھ نہیں آرہی تھی اس لیے ڈرتے ڈرتے اُس نے زمان سے پوچھا۔۔۔۔

زمان نے اُس کے ہاتھ سے پن لیتے خود وہ جگہ فِل کی پھر بعد میں ایک نظر پورے فام پر ڈالتے اشار صاحب کو پکڑا دیا۔۔۔

بے زار سا منہ لیتے وہ وہاں سے اُٹھ کر اپنے آفس کے لیے نکلا۔۔۔۔

ایک ہفتہ بعد۔۔۔

آج زرغونہ کا کالج کا پہلا دن تھا اس لیے وہ صبح جلدی ہی اُٹھتے تیار ہونے لگ گئی تھی۔۔۔۔

اس ایک ہفتہ میں زمان سے اُس کا دو دفعہ ہی سامنا ہو تھا۔۔۔۔وہ رات کو لیٹ آتا تھا یا کبھی آتا ہی نہیں تھا اس لیے زرغونہ اُس سے بات نہیں کر سکی۔۔۔۔

زرغونہ ابھی بھی پریشان تھی کے زمان منع ہی نا کر دے کالج جانے سے۔۔۔۔

مگر اشار صاحب زبردستی اُسے کالج بیجھ رہے تھے وہ اُنھیں بھی منع نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

کل ہی زرغونہ نے اپنی تائی سے بات کی تھی اور کالج والا سارا مسئلہ بتایا تو اُنھوں نے کہا اگر اشار صاحب کہہ رہے ہیں تو تمھیں پڑھائی شروع کرنی چاہیئے زرغونہ اُن کی بات سنتے تھوڑا پر سکون ہوئی تھی۔۔۔

وہ شیشے کے سامنے کھڑی اپنی ہی سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی جب ملازمہ کے دروازہ بجانے پر ہوش میں آئی ۔۔۔۔۔

بی بی ناشتہ تیار ہو چکا ہے۔۔۔۔۔ ملازمہ نے بتایا۔۔۔

ٹھیک ہے ام آتا ہے۔۔۔ زرغونہ جلدی سے اپنی چادر رکھنے لگا۔۔۔

زمان واشروم سے نکلا تو سامنے اُسے شیشے کے آگے تیار کھڑا دیکھ کر ٹھٹکا۔۔۔

بلیک پختون فراک کے نیچے بلیک کیپری پہنے سفید پاؤں میں بلیک کھسہ سر پر بلیک بڑی سی چادر لپیٹے وہ حد سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

زمان کی یک ٹک نظر اپنے اوپر پا کر وہ سر جھکائے اپنی انگلیاں مڑوڑنے لگی۔۔۔

زمان نے ایک دم اپنے احساسات کو قابو میں کیا اور اپنی گھڑی پہننے لگا۔۔۔

کچھ دیر بعد زمان بھی تیار ہو چکا تھا تو دونوں ساتھ ہی کمرے سے نکلتے نیچے آئے۔۔۔

اثار صاحب پہلے ہی ناشتہ شروع کر چکے تھے۔۔۔ اُن دونوں نے بھی سلام دیتے ناشتہ شروع کیا۔۔۔

آج تمھارا کالج میں پہلا دن ہے ناپریشان مت ہونا اچھے سے پڑھائی کرنا تمھارے کالج کے باہر ہمارے گارڈز کھڑے ہوں گے اگر کوئی مسئلہ ہو تو اُنھیں کال کر دینا تمھارے پاس فون تو ہے نا۔۔۔ اثار صاحب نے پیار سے اُسے سمجھایا آخر میں فون کا پوچھا جس پر اُس نے سر نفی میں ہلایا۔۔۔

زمان۔۔۔۔اشار صاحب نے اُس کا سر نفی میں ہلتا دیکھ کر زمان کو پکارا۔۔۔۔

بابا رات کو لے آؤں گا۔۔۔۔زمان کہتے ہاتھ صاف کرتے اُٹھ گیا۔۔۔۔

زمان اکیلے کہاں جا رہے ہو زرغونہ کو بھی لے کر جاؤ۔۔۔۔اشار صاحب نے پیچھے سے اُسے ٹوکا۔۔۔۔

بابا مجھے آفس سے دیر ہو رہی ہے گھر میں اور بھی گاڑیاں موجود ہیں ڈرائیور کو بول دیں۔۔۔۔زمان بنا مڑے کہتا باہر نکل گیا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زمان اکیلے کہاں جا رہے ہو زرغونہ کو بھی لے کر جاؤ۔۔۔۔اشار صاحب نے پیچھے سے اُسے ٹوکا۔۔۔۔

بابا مجھے آفس سے دیر ہو رہی ہے گھر میں اور بھی گاڑیاں موجود ہیں ڈرائیور کو بول دیں۔۔۔۔زمان بنا مڑے کہتا باہر نکل گیا۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

کوئی بات نہیں بابا ام چلا جائے گا ڈرائیور کے ساتھ۔۔۔۔زرغونہ زمان کی بات سنتے سر جھکا کر اشار صاحب سے بولی۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں ڈرائیور کو بولتا ہوں تم دھیان رکھنا اپنا۔۔۔۔اشار صاحب نے کہتے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا اور ڈرائیور کو کہا کے اسے کالج چھوڑ دے۔۔۔۔

زرغونہ خدا حافظ کہتے گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔۔

پورے راستے وہ پریشان ہی رہی تھی کے پتا نہیں کیسا کالج ہو گا کیسے لوگ ہوں گے۔۔۔۔

وہ سر جھکائے اپنی انگلیوں سے کھیل رہی تھی جب ڈرائیور نے آکر اُس کے لیے دروازہ کھولا۔۔۔۔

وہ آیات الکرسی پڑھتے ہوئے گاڑی سے نکلی۔۔۔۔

سامنے ہی ایک عالیشان عمارت پورے شان و شوکت سے کھڑی تھی۔۔۔۔

یہ امارا کالج ہے۔۔۔۔اُس نے ڈرائیور سے حیران ہو کر پوچھا تو ڈرائیور نے سر ہلایا۔۔۔۔

اللہ اس میں تو ام گم ہو جائے گا۔۔۔۔زرغونہ کی پریشان سی آواز آئی۔۔۔۔

بی بی شہر کے کالج تو ایسے ہی ہوتے ہیں۔۔۔۔ڈرائیور نے اُس کی بات سنتے مسکراہٹ دباتے کہا۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے ام چلتا ہے اندر آپ ادھر ہی رہنا۔۔۔۔زرغونہ ڈرائیور کو ادھر ہی رہنا کا بول کر گیٹ کی جانب گئی۔۔۔۔

گیٹ سے اندر داخل ہوتے اُس کی آنکھیں پھیلی تھی ہر طرف لوگوں کا ہجوم جمع تھا لڑکیاں چھوٹے چھوٹے کپڑے پہنے لڑکوں کے ساتھ جڑ کے کھڑی تھیں۔۔۔۔۔

زرغونہ تو اُنھیں دیکھتے شرم سے سر جھکا گئی۔۔۔۔۔

اللہ ام کیسے ادھر پڑھے گا یہ تو بہت عجیب کالج ہے۔۔۔۔زرغونہ نے پریشانی سے سوچا۔۔۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتے ہوئے اپنی کلاس ڈھونڈنے کے لیے ادھر اُدھر نظر دوڑانے لگی۔۔۔۔۔

اوئے وہ پٹھانی دیکھ۔۔۔۔زرغونہ آگے چل رہی تھی جب اُسے پیچھے سے ایک لڑکے کی آواز سنائی دی وہ ڈر کر تیزی سے چلنے لگی۔۔۔۔

کچھ دیر کی محنت کے بعد ہی اُسے اپنی کلاس مل گئی تھی وہ جلدی سے بھاگتے ہوئے اندر گئی۔۔۔۔

اندر کافی سارے لوگ بیٹھے باتوں میں مصروف تھے زرغونہ کے اندر آنے پر سب نے مڑ کر اُسے دیکھا جسکی صرف آنکھیں ہی دیکھائی دے رہی تھی باقی چہرہ ڈھکا ہوا تھا مگر اُس کی لباس سے صاف ظاہر ہوتا تھا وہ پٹھانی ہے۔۔۔۔۔

زرغونہ خالی سیٹ دیکھتے آرام سے وہاں بیٹھ گئی۔۔۔۔

واہ ہمارے تو بھاگ کھل گئے اب ہماری کلاس میں ایک پٹھانی آئی ہے۔۔۔۔۔زرغونہ کے پیچھے بیٹھے تین لڑکیوں کے گرپ میں سے ایک لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

ہلو پٹھانی صاحبہ کیا نام ہے تمھارا۔۔۔۔۔وہ لڑکی زرغونہ کے کندھے سے پکڑ کر اُسے پیچھے موڑتے ہوئے بولی ۔۔۔۔۔

زرغونہ پریشانی سے سر جھکا گئی۔۔۔۔۔

پریشان مت ہو ہم تمھیں کچھ نہیں کہیں گے۔۔۔۔اُسے پریشان ہوتا دیکھ کر دوسری لڑکی مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔۔

سچ میں ہم انسان نہیں کھاتے۔۔۔۔وہی پہلے والی لڑکی مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔۔

چلو اب اپنا نام بتاو۔۔۔۔۔وہی لڑکی دوبارہ بولی۔۔۔۔

زرغونہ خان۔۔۔۔اُس نے سر جھکائے جواب دیا۔۔۔۔

واہ یار کتنا یونیک نام ہے تمھارا۔۔۔۔۔ چلو اب تمھیں اپنے بارے میں بتاتی ہوں۔۔۔۔۔وہ لڑکی کہتی اپنا تعارف کروانے لگی۔۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

میرا نام مناہل ہے اور یہ نور ہے ہم دونوں فرینڈز ہیں 1 کلاس سے اور یہ منال ہے یہ ہماری فرینڈ ہے 9 کلاس سے اب تم بھی بن جاؤ پھر ہم 4 فرینڈز ہو جائیں گی۔۔۔۔ مناہل نامی لڑکی نے مسکراتے ہوئے سب کا تعارف کروایا۔۔۔

نہیں امارا تائی کہتا ہے کسی شہر لڑکی سے دوستی مت کرنا۔۔۔ زرغونہ نے معصومیت سے مناہل کو بتایا تو وہ تینوں ہنس دی۔۔۔۔

How cute yar ....

منال نے زرغونہ کی بات پر اُس کی گال کھینچتے ہوئے کہا جس پر زرغونہ نے منہ بنایا۔۔۔

امارہ گال مت کھینچو بڑا ہو جائے گا۔۔۔ زرغونہ نے نامیں سر ہلاتے کہا۔۔۔ اُس کی بات پر ایک بار پھر سب کا قہقہہ لگا تھا۔۔۔

تم ہم سے دوستی نہیں کرو گی۔۔۔ نور نے چہرے پر اداسی لاتے کہا تو زرغونہ ایک دم پریشان ہوئی۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے ام کر لیتا ہے مگر کسی کو بتانا مت۔۔۔ زرغونہ نے رازداری سے کہا تو وہ تینو پھر سے مسکرا دی

۔۔۔۔۔

اوکے ڈن آج سے تم بھی ہماری دوست ہو۔۔۔ مناہل نے چہک کر کہا تو زرغونہ بھی مسکرادی۔۔۔

آج کا پورا دن وہ تینوں زرغونہ کی چھوٹی معصوم باتوں پر مسکراتی رہی تھیں اُنھیں یہ لڑکی کافی پسند آئی تھی
۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زرغونہ کالج سے آتے سیدھا اپنے کمرے میں جا کر سو گئی تھی۔۔۔ کالج کافی بڑا تھا جس میں گھومتے پھرتے وہ تھک گئی تھی اس لیے آتے ہی سو گئی۔۔۔

زمان کمرے میں داخل ہوا تو زرغونہ کو بیڈ پر سوئے دیکھ کر حیران ہوا وہ اس وقت تو نہیں سوتی تھی۔۔۔۔ کچھ دن پہلے والی اشار صاحب کی ڈانٹ یاد کرتے وہ جلدی سے اُس کے قریب گیا اور اُس کا ماتھا چھو کر دیکھا کے کہی بخار تو نہیں ہے۔۔۔۔

بخار نہیں تھا مگر پھر بھی زمان نے اُسے کندھے سے ہلاتے جگانے کی کوشش کی۔۔۔۔ مگر وہ تو ٹس سے مس تک نہیں ہوئی تھی۔۔۔

زمان نے پھر ہلکا سا ہلایا مگر وہ نہیں ہلی۔۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

اُس کو نا ہلتے دیکھ کر زمان ہلکا سا مسکرایا وہ کیسے بھول سکتا تھا زرغونہ نیند کی کتنی پکی ہے۔۔۔۔

زرغونہ اُٹھو۔۔۔اب کی بار زمان زور سے اُس کے پاس جا کر بولا تو وہ ہلکی ہلکی آنکھیں کھولنے لگی۔۔۔۔

زمان کو پاس کھڑا دیکھ کر وہ جلدی سے اُٹھ کر بیٹھی اور سائیڈ پر پڑا دوپٹہ اُٹھا کر سر پر رکھا۔۔۔

اس وقت کیوں سو رہی ہو اُٹھو نماز کا وقت ہے۔۔۔زمان نے اُسے اُٹھتے دیکھ کر کہا اور واشروم چلا گیا۔۔۔

زرغونہ نے سامنے لگی گھڑی پر دیکھا تو شام کے 7:00 ہو چکے تھے۔۔۔۔وہ جلدی سے بیڈ سے اُٹھی۔۔۔۔

یا اللہ ام اتنا کیسے سو گیا۔۔۔زرغونہ نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔۔۔

بابا کیا سوچ رہے ہونگے میں کالج سے آکر اُن سے ملی ہی نہیں ہو۔۔۔زرغونہ اشار صاحب کا سوچتے اپنے کمرے سے نکلتے اُن کے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

یہ تو تمھارے لیے موبائل ہے اس میں تمھاری ضرورت کے سب نمبر ہیں۔۔۔۔رات کا کھانا کھانے کے بعد کمرے میں آکر زمان نے زرغونہ کو فون دیا جو وہ اس کے لیے لایا تھا۔۔۔

تھنکس۔۔۔۔زرغونہ نے موبائل پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔

زرغونہ موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھتے بیڈ پر لیٹ گئی۔۔۔۔زمان لیپ ٹاپ لیتے صوفہ پر بیٹھا اور پاؤں سامنے ٹیبل پر رکھ کر آفس کا کام کرنے لگا۔۔۔۔

زرغونہ کو لگا تھا وہ پوچھے گا آج کا دن کیسا گزرا ہے مگر زمان تو سب سے بیگانہ ہوا بیٹھا تھا زرغونہ اداس چہرہ لیے دوسری جانب کروٹ بدل کر لیٹ گئی۔۔۔۔

زرغونہ زمان کی بے رخی برداشت کرتے اب تھک چکی تھی کہی آنسو اُس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر تکیے میں جذب ہو رہے تھے۔۔۔

اُس کے دماغ میں بس یہی بات تھی کیا کوئی شخص نفرت میں اتنا بدل سکتا ہے۔۔۔

روتے روتے اُسے کچھ سال پہلے کا ایک منظر یاد آیا تھا۔۔۔۔ جہاں بارہ سالہ زمان اور نو سالہ زرغونہ جھولے پر بیٹھے تھے۔۔۔

تم میری دوست بنو گی۔۔۔۔ زمان نے زرغونہ کو ایک نظر دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

نہیں امارہ پہلے ہی بہت سا دوست ہیں۔۔۔۔ زرغونہ نے صاف انکار کیا۔۔۔

اُن سب کو چھوڑ کر آج سے مجھے اپنا پکا والا دوست بنالو۔۔۔۔ زمان نے چہرے پر معصومیت سجائے کہا۔۔۔

مگر تم امارے ساتھ کلاس میں تو نہیں جاتے پھر ام کیسے دوست بنے گے۔۔۔۔ زرغونہ کی سمجھ کے مطابق دوست وہی ہوتے ہیں جو کلاس میں ساتھ پڑھتے ہیں۔۔۔

افف تمھیں یہ کس نے بتایا کے دوست صرف کلاس فیلو ہوتے ہیں۔۔۔۔ زمان نے اطناماتھا پیٹا۔۔۔۔

ٹیچر نے۔۔۔۔ زرغونہ نے آہستگی سے جواب دیا۔۔۔۔

افف تمھاری ٹیچر بھی عجیب باتیں بتاتی ہیں اچھاٹھیک ہے مگر مجھے بھی اپنادوست بنالو آج سے میں تمھاراہمیشہ پکا والا دوست رہوں گا ہم دونوں ہمیشہ ساتھ رہیں گے اب اوکے ۔۔۔۔زمان نے کہتے زرغونہ کے سامنے ہاتھ پھیلایا جسے کافی دیر سوچنے کے بود زرغونہ نے تھام لیا۔۔۔

اُس دن کے بعد سے زرغونہ اور زمان کو جہاں بھی پایا جاتا ساتھ ہی پایا جاتا تھاوہ دونوں سچ میں پکے دوست بن چکے تھے مگر پھر اچانک وہ دوست ایسے بچھڑے جیسے کبھی دوست تھے ہی نہیں سب وعدے ایک دم ہی ٹوٹ گئے اور ساتھ میں وہ دونوں بھی ٹوٹ گئے تھے۔۔۔

زرغونہ پانچ سال پہلے کاوہ بھیانک دن یاد کرتے واپس سے رونے لگ گئی تھی۔۔۔

____

پلیز آجانانامیں تم سے پہلی بار کچھ کہہ رہی ہوں۔۔۔۔مناہل زرغونہ کے ساتھ گراؤنڈ میں بیٹھی اُس کی منتیں کر رہہ تھی کے وہ مناہل کی بر تھڈے پر آئے۔۔۔

ام تم کو بتا چکا ہے امارے گھر سے کوئی اجازت نہیں دے گا۔۔۔۔۔زر غونہ نے پھر سے اپنا کہی دفعہ کہا جملہ دورایا۔۔۔۔

یار تم ایک بار بات تو کر کے دیکھوں ناشاید مان جائیں۔۔۔۔نور نے زر غونہ کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

اچھاٹھیک ہے ام ایک دفعہ بات کرتا ہے مگر جواب ناہی ہو گا۔۔۔۔زرغونہ نے نور کی بات پر پر سوچ ہوتے کہا ۔۔۔۔

اب ام چلتا ہے اماری گاڑی کھڑی ہے۔۔۔۔زرغونہ سب کو خدا حافظ کہتے گیٹ سے نکل کر باہر آئی جہاں اُس کا گارڈ کھڑا تھا۔۔۔۔

وہ پورے راستے یہی سوچتی آئی تھی کے زمان سے مناہل کی بر تھڈے پر جانے کا کیسے پوچھے گی۔۔۔۔

وہ تو ام کو ڈانٹے گا پہلے پھر بعد میں انکار کرے گا۔۔۔۔زرغونہ نے افسوس سے کہا۔۔۔۔

ام بابا سے پوچھ لیتا ہے۔۔۔۔زرغونہ نے ایک دم چٹکی بجاتے خوشی سے کہا۔۔۔۔

گھر پہنچتے وہ تھوڑی رسٹ کرنے کے بعد اشار صاحب کے کمرے میں گئی۔۔۔۔

اسلام علیکم بابا۔۔۔کمرے میں داخل ہوتے ہوئے زرغونہ نے سلام کیا۔۔۔

وعلیکم اسلام بچے کیسی ہو کیسا گزرا آج کا دن کالج میں۔۔۔اشار صاحب نے مسکرا کر اُس سے پوچھا۔۔۔۔

اچھا گزرا۔۔۔ام کو آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔زرغونہ سر جھکائے انگلیوں سے کھیتے ہوئے بولی۔۔۔

ہاں بولو کیا بات ہے۔۔۔

وہ امارا کالج میں تین دوست بنا ہیں اُن میں سے ایک کا کل سالگرہ ہے وہ ام کو بھی بلا رہا ہے۔۔۔زرغونہ نے سر جھکے ہی ساری بات بتائی۔۔۔

تم زمان سے پوچھو اس بات میں میں کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔۔اشار صاحب نے نرمی سے کہا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔زرغونہ سر جھکائے کہتے کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔

اپنے کمرے میں آئی تو اُس کا فون جو سائیڈ ٹیبل پر رکھ تھا وہ بج رہا تھا اُس نے اُٹھا کر دیکھا تو تایا کی کال تھی اُس نے جلدی سے پک کی۔۔۔

اسلام علیکم تایا جان کیسے ہیں آپ۔۔۔۔ زرغونہ نے خوشی سے پوچھا۔۔۔۔

وعلیکم اسلام میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو تمھارا کالج کیسا جارہا ہے۔۔۔۔۔ تایا نے بھی اُس کی آواز سنتے مسکرا کر پوچھا۔۔۔۔

ام ٹھیک ہے کالج بھی اچھا چل رہا ہے تائی کدھر ہیں۔۔۔۔ زرغونہ نے تائی کا پوچھا۔۔۔۔۔

یہ لو اس سے ہی بات کرو مجھے باہر کچھ کام ہے میں جارہا ہوں۔۔۔۔۔ تایا فون تائی کو پکڑاتے وہاں سے اُٹھ گئے ۔۔۔۔ پیچھے زرغونہ تائی سے باتیں کرنے لگ گئی۔۔۔۔

____

زمان آفس سے تھکا ہارا گھر لوٹا اشار صاحب سے ملتے وہ کمرے میں آیا جہاں زرغونہ کافی خوشی سے فون پر باتیں رہی تھی۔۔۔۔

زر غونہ کی آواز اچھی خاصی اونچی تھی جسے سنتے زمان نے اُس کی کمر کو گھورا کیوں کہ زر غونہ زمان کی طرف پیٹھ موڑ کر بیٹھی تھی اس لیے اُسے اس کے آنے کی خبر نہیں ہوئی۔۔۔۔

ویسے تو اس کی آواز نکلتی ہی نہیں ہے اب دیکھو کیسے بول رہی ہے۔۔۔۔زمان آہستہ سے بڑبڑایا۔۔۔۔۔

زر غونہ کو جب خود پر کسی کی نظر کا احساس ہوا تو اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں زمان کھڑا اُسے ہی گھور رہا تھا ۔۔۔۔۔

تائی ام آپ سے بعد میں بات کرتا ہے خدا حافظ۔۔۔۔زر غونہ جلدی سے تائی کو کہتی فون بند کر گئی اب کی بار اُس کی آواز کافی نیچی تھی۔۔۔۔

تمھیں موبائل اس لیے نہیں لا کر دیا کے چوبیس گھنٹے اسے پر لگی رہو کوئی اور کام بھی کیا کرو اور آواز کا خیال کرو مجھے پسند نہیں تمھاری آواز گھر کے ملازموں کے کانوں میں پڑے۔۔۔۔زمان سخت لہجے میں زر غونہ سے کہتے واشروم چلا گیا۔۔۔۔۔

زر غونہ بس سر ہلا گئی تھی۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

اُس نے جو تھوڑی سی ہمت خود میں جمع کی تھی زمان سے بر تھڈے پر جانا کا پوچھنے کے لیے اب تو وہ بھی نہیں رہی تھی۔۔۔۔

اب تو ام سالگرہ کا نہیں پوچھے گا پہلے ہی زمان غصے میں ہے۔۔۔۔زر غونہ نے دل میں سوچا۔۔۔

مگر پھر مناہل ام سے ناراض ہو جائے گی۔۔۔زر غونہ اپنی نئ دوست کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے پھر سے خود میں ہمت جمع کرنے لگی۔۔۔

وہ ابھی وہی کھڑی تھی جب زمان فریش ہوتے باہر نکلا۔۔۔لیپ ٹاپ لیتا وہ کمرے کے دروازے تک پہنچ کر واپس پلٹا۔۔۔

میری کافی سٹڈی روم میں بیجھ دو۔۔۔کہتے ساتھ ہی وہ اپنے کمرے سے نکلتے سٹڈی روم میں گیا۔۔۔۔

ہنہ اکڑو۔۔۔زر غونہ کہتے کچن میں جا کر اُس کے لیے کافی بنانے لگی۔۔۔۔

کافی لیتے وہ سٹڈی روم کے سامنے پہنچی ایک لمباسانس لیتے اُس نے دروازہ بجایا اندر سے جواب ملنے پر دل میں اللہ کا نام لیتے اندر داخل ہوئی۔۔۔

زمان ایک ہفتہ بعد ہونے والی میٹنگ کی تفصیلات دیکھ رہا تھا زرغونہ کے اندر آنے پر بھی وہ اُس کی طرف نہیں مڑا۔۔۔

زرغونہ نے کافی اُس کے سامنے ٹیبل پر رکھی اور زرا سائیڈ پر کھڑی ہو گئی۔۔۔

دو تین منٹ جب وہ کچھ نا بولی اور کھڑی رہی تھی زمان نے گردن گھما کر اُسے گھورا۔۔۔

کیا ہے سر پر کیوں کھڑی ہو۔۔۔زمان نے اُکھڑے لہجے میں پوچھا تو زرغونہ کی ہمت پھر سے کم ہوئی مگر جلدی سے جود کو کمپوز کرتے اُس نے بولنا شروع کیا۔۔۔

ا۔۔امارادوس۔۔ست کی سالگرہ۔۔ہے۔۔کل اُس ن۔۔ے ام کو بھی بلا۔۔یا ہے۔۔۔زرغونہ نے اٹکتے اٹکتے اپنی بات مکمل کی۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے جانے کی۔۔۔زمان نے لیپ ٹاپ کی سکرین کو دیکھتے پرسکون لہجے میں کہا۔۔۔

وہ نا۔۔ناراض ہ۔ہو گی۔۔۔زرغونہ نے ایک دفعہ پھر سے کوشش کی۔۔۔

میں نے کہانا کوئی ضرورت نہیں ہے جانے کی سمجھ نہیں آتا۔۔۔زمان نے اب سختی سے کہا۔۔۔

ا۔ام بس ای۔۔ایلک گھنٹہ کے لیے جا۔۔ئے گا۔۔۔زرغونہ نے نم آواز میں پوچھاتو زمان نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا اُس کی نم آنکھیں اور اداس چہرہ دیکھ کر زمان کو زرا سا ترس آیا۔۔۔

اچھا جاؤ لیکن صرف ایک گھنٹے کے لیے اُس سے اوپر ایک منٹ بھی نا ہو۔۔۔زمان کہتے واپس سے لیپ ٹاپ پر جھک گیا۔۔۔پیچھے کھڑی زرغونہ کے چہرے پر ایک دم خوشی آئی۔۔۔

شکریہ۔۔۔زرغونہ چہک کر کہتی سٹڈی روم سے نکل گئی۔۔۔

ادھر زمان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔۔۔

اگلے دن سنڈے تھا اس لیے زمان گھر ہی تھا۔۔۔مناہل کی پارٹی شام کی تھی اس لیے زرغونہ ابھی بیٹھی پڑھ رہی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد زرغونہ کا فون بجا جو بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا۔۔۔بیڈ کے بلکل کونے میں زمان بیٹھ کوئی فائل پڑھ رہا تھا۔۔۔

زرغونہ نے آہستہ سے اُٹھ کر پکڑا۔۔۔ مناہل کا فون تھا اُس نے کان سے لگایا۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔زرغونہ نے سلام میں پہل کی۔۔۔

وعلیکم اسلام زرغونہ تم آؤ گی نا پارٹی پر۔۔۔ مناہل نے پوچھا۔۔۔

جی بس ایک گھنٹہ کے لیے۔۔۔زرغونہ نے کہا تو مناہل اداس ہوئی۔۔۔

ایک گھنٹہ میں کیا انجوائے ہو گا لیکن چلو شکر ہے تم آؤ گی تو سہی نا۔۔۔

بعد میں بات کرتی ہوں خدا حافظ۔۔۔زرغونہ زمان کے سامنے زیادہ بات نہیں کر سکتی تھی اس لیے جلدی سے خدا حافظ کیا۔۔۔

زرغونہ 6 بجے تیار ہو چکی تھی بس آخری مرتبہ خود کو شیشے میں دیکھ رہی تھی۔۔۔

گولڈن اور بلیک پٹھانی فراک کے نیچے بلیک کیپری پہنے پاؤں میں خوبصورت سا بلیک کھسہ پہن کر وہ تیار کھڑی تھی سر پر بڑی سی چادر لے رہی تھی جس سے وہ پوری کور ہو رہی تھی۔۔۔

اشار صاحب اور زمان لاؤنج میں ہی بیٹھے تھے وہ بھی وہاں آئی۔۔۔

بابا ام جا رہا ہے۔۔۔

ٹھیک ہے دھیان سے جانا اور جلدی واپس آجانا۔۔۔اشار صاحب نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھتے کہا تو اُس نے سر ہلایا۔۔۔

خدا حافظ۔۔۔وہ ایک نظر زمان پر ڈال کر بولی جو سب سے بیگانہ بنا بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔۔۔

مناہل نے زر غونہ کو اپنے گھر کا ایڈریس میسج میں بیجھ دیا تھا جو زر غونہ نے اپنے ڈرائیور کو بتایا۔۔۔

بی بی یہ جگہ کافی دور ہے۔۔۔ڈرائیور نے پتا دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔زر غونہ نے پریشانی سے اپنے لب بھینچے

۔۔۔۔

ایک گھنٹہ تو زر غونہ کو مناہل کے گھر جانے میں ہی لگ گیا تھا۔۔۔

ڈرائیور نے گھر کے سامنے گاڑی روکتے باہر نکل کر زر غونہ کے لیے دروازہ کھولا۔۔۔

زر غونہ باہر نکلتے سامنے بنے گھر کو دیکھنے لگی جو انتہائی خوبصورتی سے بنا ہوا تھا۔۔۔

گیٹ کے اندر بیٹھے گارڈز نے ایک دم زر غونہ کے لیے دروازہ کھولا۔۔۔

وہ اندر داخل ہوئی تو لاؤنج میں کافی چہل پہل تھی جسے دیکھتے وہ وہی دروازے میں کھڑی ہو گئی۔۔۔

اُس اتنی رش کی امید نہیں تھی اُسے لگا تھا بس فیملی والے ہی ہوں گے مگر یہاں تو کافی زیادہ لوگ تھے۔۔۔۔

بیوٹیفل گرل یہاں کیوں کھڑی ہیں آپ اندر چلیں۔۔۔۔زرغونہ ہر طرف نظریں دوڑا کر مناہل کو ڈھونڈنا چہا رہی تھی جب پیچھے سے کسی لڑکے کی آواز آئی۔۔۔۔زرغونہ اس آواز پر ایک دم بدک کے پیچھے ہوئی۔۔۔۔

پھر اُس نے زرا سا پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں ایک لڑکا بلیک پینٹ کوٹ پہنے کھڑا تھا۔۔۔۔

شکل سے وہ زرغونہ کو مناہل کا بھائی لگا۔۔۔۔

مناہل کدھر ہے ام کو اُس سے ملنا ہے۔۔۔۔زرغونہ بولتے واپس آگے مڑ گئی۔۔۔۔

اندر ہی ہے آپ اندر تو چلیں۔۔۔۔اُس لڑکے نے چہرے پر مسکراہٹ سجائے کہا تو زرغونہ جلدی سے اندر گئی ۔۔۔۔

وہ رہی مناہل۔۔۔۔۔اُس لڑکے نے زرغونہ کے پیچھے اندر آتے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔

زرغونہ جلدی سے مناہل کے پاس گئی وہ لڑکا دوسری جانب مڑ گیا تھا۔۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔۔زر غونہ نے اُس کے قریب جاتے ہلکی آواز میں سلام کیا۔۔۔۔مناہل جو دوسری جانب مڑی ہوئی کسی سے باتیں کر رہی تھی زر غونہ کی آواز پر جلدی سے پیچھے مڑی۔۔۔۔

OH thank God ....

تم آگئی ہو میں تمھارا ہی انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔مناہل زر غونہ کے گلے لگتے مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔۔زر غونہ بھی اُس کے گلے لگتے ہلک سا مسکرائی تھی۔۔۔۔

مناہل سے ملنے کے بعد زر غونہ نور اور منال کی طرف گئی جو وہی کھڑی تھیں۔۔۔۔

WOW you looks so good.

نور نے اُسے گلے لگاتے ہوئے پیار سے کہا۔۔۔۔۔

شکریہ۔۔۔۔زر غونہ نور سے کہتے منال سے ملی۔۔۔۔

آؤ میں تمھیں اپنی فیملی سے ملواتی ہوں۔۔۔۔مناہل زر غونہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اُس ایک طرف لے گئی

۔۔۔۔

زر غونہ بیچارگی سی شکل لیے اُس کے ساتھ چل رہی تھی۔۔۔۔۔

موم ڈیڈ اس سے ملیں یہ ہے میری نیو فرینڈ زر غونہ خان۔۔۔۔ مناہل نے چہکتے ہوئے کہا۔۔۔۔

واو یہ تو بہت زیادہ کیوٹ ہے۔۔۔۔۔ مناہل کی مما اُس کو گلے لگاتے ہوئے بولیں۔۔۔۔

آجاؤ میں تمھیں اپنے بھائی سے ملواؤں۔۔۔۔ مناہل پھر سے کہتے اُسے دوسری جانب لے گئی۔۔۔۔

ام کو نہیں ملنا کسی سے بھی جلدی کیک کٹ کرو ام کو گھر بھی جانا ہے۔۔۔۔ زر غونہ اُسے روکتے ہوئے بولی ۔۔۔۔

ارے ابھی تو آئی ہو تم ابھی ہی جانا ہے تھوڑا صبر کرو۔۔۔۔ مناہل کہتے ساتھ ہی اُس اُس لڑکے کے پاس لے گئی جو زر غونہ کو گیٹ پر ملا تھا۔۔۔۔

بھائی میں نے آپ کو بتایا تھانا اپنی نیو فرینڈ کے بارے میں یہ وہی ہے زر غونہ۔۔۔۔ اور زر غونہ یہ ہیں میرے بھائی شہریار۔۔۔۔

ہلو زرغونہ۔۔۔۔ شہریار نے ہاتھ آگے بڑھایا جسے زرغونہ اگنور کر گئی۔۔۔۔۔

تم نے کیک کاٹنا ہے یہ ام جائے۔۔۔۔ زرغونہ نے چڑ کر کہا آگے ہی 8 ہو چکے تھے۔۔۔۔

اوکے اوکے کیک کٹ کرتے ہیں اب چلو۔۔۔۔ مناہل کہتی ٹیبل کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔

Happy birthday to you. Happy birthday dear Minahil. Happy birthday to you.

سب نے مل کر سونگ گایا اوع تالیوں کے بیچھ مناہل نے کیک کاٹا۔۔۔۔

مناہل نے سب سے پہلے اپنے مما بابا کو کیک دیا پھر بھائی کو اور اُس کے بعد زرغونہ، نور اور منال کو مناہل کو گفٹ دینے کے بعد اب سب کھانا کھا رہے تھے۔۔۔۔

ام جا رہا ہے اب گھر۔۔۔۔ زرغونہ مناہل کو کیتی آگے بڑھ گئی جب مناہل نے اُسے پیچھے سے پکڑ لیا۔۔۔۔

صبر کھانا کھا کر جاؤ۔۔۔۔ مناہل نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔۔

نہیں ام کو نہیں کھانا ام جا رہا ہے گھر پلیز ام کو جانے دو۔۔۔۔زرغونہ پریشانی سے بولی تو مناہل نے اُسے گھورتے ہوئے سر ہلایا اور اُسے گھٹ تک چھوڑنے گئی۔۔۔۔

گاڑی میں بیٹھتے اُس نے وقت دیکھا تو 9 بجنے ہی والے تھے۔۔۔۔اُس نے ڈرائیور کو گاڑی تیز چلانے کو کہا

۔۔۔۔۔

گھنٹے بعد وہ حویلی پہنچ چکی تھی۔۔۔۔

کمرے میں داخل ہوتے اُس کی نظر سامنے گئی جہاں زمان پریشانی سے چکر کاٹ رہا تھا۔۔۔۔

یااللہ آج ام کو بچا لینا ان سے۔۔۔۔زرغونہ نے دل میں دعا کی اور آہستہ آہستہ قدم لیتے صوفہ پر جا کر بیٹھی
۔۔۔۔

تمھیں میں نے صرف ایک گھنٹے کا کہا تھا کہاں تھی تم اتنی دیر کیوں لگائی ہے۔۔۔۔زمان زرغونہ کو دیکھتے غصے سے اُس کے پاس جاتے دھاڑا ساتھ میں اُس کی بازوں بھی جکڑ لی تھی۔۔۔۔

زرغونہ ایک دم اُس کی دھاڑ پر بوکھلا گئی تھی ساتھ میں اُسے اپنا بازوں ٹوٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا آنکھوں سے ایک دم آنسوں جاری ہوئے۔۔۔۔

بولو اتنی دیر کیوں لگائی ہے۔۔۔۔زمان اُس کے لیٹ آنے پر کافی پریشان ہو گیا تھا مگر یہ پریشانی کیوں تھی وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔۔۔

اُ۔۔س کا گھ۔گھر د۔ورت۔ تھا۔۔۔زرغونہ نے روتے ہوئے بامشکل جواب دیا۔۔۔

آج کے بعد تم کہی نہیں جاؤ گی اکیلی سنا تم نے۔۔۔زمان پھر سے غصے سے بولا تو زرغونہ نے آہستگی سے سر ہلایا ۔۔۔۔

زمان اُسے صوفہ پر دھکا دے کر جلدی سے کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔پیچھے وہ صوفے پر گری سسکیاں لیتے رونے لگی۔۔۔

زمان پیچھلے لان میں نکل گیا تھا۔۔۔

مجھے اُس کے لیٹ آنے یانا آنے سے کی پرابلم ہے جہاں مرضی جائے وہ مجھے کیوں فرق پڑ رہا ہے۔۔۔زمان اپنی کیفیت کو سمجھ نہیں پارہا تھا یوں کہیں وہ سمجھنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

لیکن جو چیز زمان خان کی ہو اُسے کوئی اور دیکھے مجھے گوارہ نہیں ہے۔۔۔ میں اُس پر کسی کی نظر برداشت نہیں کروں گا۔۔۔ اُسے دیکھنے کا تکلیف پہنچانے کا صرف میرا حق ہے۔۔۔ زمان غصے سے بولا۔۔۔

اوپر بنی کھڑکی میں کھڑے اشار صاحب کب سے زمان کی باتیں سن رہے تھے اُن کے چہرے پر ایک انوکھی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

بہت جلد تمھارے دل میں وہ محبت پھر سے جاگ جائے گی جو آج سے پانچ سال پہلے تھی۔۔۔ اشار صاحب مسکرا کر کہتے کمرے میں چلے گئے۔۔۔

زمان پول میں چھلانگ لگا چکا تھا جو رات کے دس بجے برف کی مانند ٹھنڈا تھا مگر یہاں فرق کس کو پڑ رہا تھا۔۔۔

رات بارہ بجے زمان کمرے میں واپس آیا۔۔۔ کپڑے پوری طرح بھیگ چکے تھے۔۔۔

اُس کی نظر صوفہ کی پشت پر سر ٹکائے سوئی ہوئی زرغونہ پر پڑی اُسے ایک دم اپنے رویے کا احساس ہوا لیکن سوری بولنا تو زمان نے سیکھا ہی نہیں تھا اس لیے بغیر کچھ کہے وہ واشروم میں چلا گیا۔۔۔

فریش ہو کر آتے وہ ایک نظر زرغونہ پر ڈالتے بیڈ پر آکر لیٹ گیا۔۔۔

\-----------------------------------

اگلے دن زرغونہ صبح اُٹھی پھر نماز کے بعد فریش ہونے چلی گئی۔۔۔

واشروم سے نکلتے وہ شیشے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے اپنے بال برش کرنے لگی اس سب میں اُس نے ایک نظر بھی زمان پر نہیں ڈالی تھی۔۔۔

زمان بیڈ پر لیٹا کافی دیر سے خود کو اگنور ہوتا دیکھ رہا تھا اُس کے چہرے پر ہلکی سے مسکراہت تھی۔۔۔۔

زرغونہ تیار ہونے کے بعد اپنا بیگ لیتے کمرے سے نکل گئی آج اُس نے زمان کا انتظار نہیں کیا تھا۔۔۔

واہ بھئی واہ لوگ اب زمان خان کو اگنور کر رہے ہیں۔۔۔۔زمان اُس کے جاتے مسکراتے ہوئے بڑبڑایا۔۔۔

ناشتہ کے بعد زرغونہ اشار صاحب سے ملتے گاڑی میں بیٹھ کر کالج کے لیے نکل گئی۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

اشار صاحب بھی زر غونہ کا زمان کو اگنور کرنا دیکھ چکے تھے اس لیے ہکلا سا مسکرائے۔۔۔۔

اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔۔۔۔

____

____

پانچ دن گزر گئے تھے ان پانچ دنوں میں زر غونہ نے زمان کو اگنور ہی کیا تھا۔۔۔زمان اُس کی خاموشی سے چڑنے لگا تھا اب۔۔۔۔

اشار صاحب نے رات کو زمان کو اپنے کمرے میں بلا کر کہا تھا کے زر غونہ کو شاپنگ پر لے کر جاو تھوڑا باہر گھماؤ تا کے وہ تھوڑی فریش ہو سکے۔۔۔۔

زمان کی آج ایک ضروری میٹنگ تھی اُس کے بعد شام میں اُس نے زر غونہ کو گھمانے کا سوچا۔۔۔۔

زمان صبح جلدی ہی تیار ہوتے آفس کے کیے نکل گیا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مسٹر زمان ہماری کمپنی کو پروجیکٹ نادے کر آپ نے ٹھیک نہیں کیا۔۔۔ میٹنگ ختم ہونے کے بعد جب زمان میٹنگ روم سے نکلنے لگا تو پیچھے سے ایک ادھیڑ عمر کے آدمی نے کہا۔۔۔

مسٹر حاتم کمر ملک صاحب میں نے جسے پروجیکٹ دیا ہے وہ اس کے لائق ہیں اگر آپ ہوتے تو آپ کو ہی ملتا ۔۔۔ زمان اُس آدمی کو گھورتے ہوئے بولا۔۔۔

اس کی آپ کو بہت بھاری قیمت چکانی پڑے گی یا یاد رکھیے گا مسٹر زمان۔۔۔ حاتم ملک دبی دبی آواز میں گھراتے ہوئے بولا۔۔۔

اچھاااادیکھ لیتے ہیں کیا قیمت چکانی پڑے گی۔۔۔ زمان اچھا کر لمبا کرتے ہوئے بولا اور وہاں سے نکل گیا ۔۔۔۔

تمھیں تو میں بہت جلد گھٹنوں پر لا کر چھوڑوں گا زمان خان۔۔۔ تمھارے اس غرور کو مٹی میں نا ملایا تو کہنا ۔۔۔ حاتم ملک بڑبڑاتے ہوئے کہہ کر وہاں سے نکل گیا۔۔۔

زرغونہ اپنی آخری کلاس لے کر اب گیٹ پر آئی تو اُس کا گارڈ کہی نہیں نظر آرہا تھا۔۔۔

شاید ابھی آرہا ہو وہ۔۔۔ زرغونہ سوچتے ہوئے سائیڈ پر جا کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

کیا ہوا تم ابھی تک یہاں کیوں کھڑی ہو۔۔۔ مناہل گیٹ سے نکلتے سامنے کھڑی زرغونہ کو دیکھتے ہوئے بولی دس منٹ پہلے وہ نکل گئی تھی باہر پھر ابھی تک یہاں کیوں کھڑی تھی۔۔۔

امارا ڈرائیور نہیں آیا ابھی تک۔۔۔۔ زرغونہ نے پریشانی سے بتایا۔۔۔

ہلو گڑیا ہلو مس زرغونہ۔۔۔ مناہل کچھ کہتی اس سے پہلے ہی وہاں شہریار پہنچا۔۔۔

زرغونہ نے سر کے اشارے سے اُس کے ہلو کا جواب دیا اور سائیڈ پر ہو کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

زرغونہ تم ہمارے ساتھ ہی چلو ہم چھوڑ دیں گے تمھیں گھر۔۔۔۔ مناہل نے زرغونہ سے کہا۔۔۔۔

نہیں امارا ڈرائیور آتا ہی ہو گا ام ٹھیک ہیں ادھر۔۔۔۔ زرغونہ نے نہ میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔

ارے یہاں اکیلی کب تک کھڑی رہیں گی آپ میں چھوڑ دوں گا آپ کو آپ آ جائیں۔۔۔۔ شہریار نے زرغونہ سے کہا تو اُس نے نا میں سر ہلایا اور ایک قدم پ پیچھے ہونے لگی جب پیچھے سے آتی گاڑی جسے وہ دیکھ نہیں سکی تھی وہ بلکل اُس کے قریب آ چکی تھی شہریار نے گاڑی کو قریب دیکھا تو جلدی سے اُس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے آگے کی طرف کھنچا۔۔۔۔

زرغونہ بلکل شہریار کے سینے سے لگ گئی تھی یہ منظر دو آنکھوں نے انتہائی ناگواری سے دیکھ اور جلدی سے روڈ کراس کرتے وہ شہریار کے پاس پہنچا۔۔۔۔

بنا شہریار کو سمجھنے کا موقع دیے زمان نے اُس کے چہرے پر ایک زوردار مکہ جھاڑا جس سے وہ لڑ کھڑا گیا۔۔۔۔

زرغونہ شہریار سے الگ ہوتے اُسے کچھ سناتی اس سے پہلے ہی زمان اُسے مکہ مار چکا تھا۔۔۔۔

شہریار نے سر اُٹھا کر اوپر دیکھا جہاں ایک لڑکا کھڑا تھا اُس کی آنکھوں میں غصے کی انتہا دیکھائی دے رہی تھی

مناہل سامنے کھڑی ساری بات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی مگر کچھ سمجھ میں نا آیا۔۔۔۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی زرغونہ کو ہاتھ لگانے کی کیسے کیسے چھوا تم نے اُسے تمھارا تو منہ توڑ دوں گا میں۔۔۔۔
زمان غصے سے چیختے ہوئے ایک اور مکہ شہریار کو لگا چکا تھا۔۔۔۔

زمان ان کو چھوڑو۔۔۔۔زرغونہ جلدی سے زمان کا ہاتھ پکڑتے شہریار کو سائیڈ پر کرنے لگی۔۔۔۔

زمان اب غصے سے زرغونہ کو گھور رہا تھا۔۔۔۔

کون ہو تم بدتمیز انسان۔۔۔۔۔مناہل اپنے بھائی کے منہ کی حالت دیکھتے زمان کے سامنے آتے ہوئے چیخی

چلو گھر۔۔۔۔۔زمان مناہل کو اگنور کرتے زرغونہ کو کھینچتے ہوئے ہوا سے لے جانے لگا۔۔۔۔

اوئے لوفر انسان چھوڑو چھوڑو اس کے ہاتھ کو۔۔۔۔ مناہل زمان کے سامنے جاتے ہوئے پھر سے چیخ کر بولی ۔۔۔۔

زمان نے ایک نظر مناہل پھر زرغونہ کو گھورا۔۔۔۔

یہ امارا شوہر ہیں۔۔۔۔ زرغونہ نے سر جھکائے کہا تو مناہل اور پیچھے کھڑے شہریار کا منہ کھلا۔۔۔۔

زمان زرغونہ کو کھینچتے ہوئے گاڑی تک لیا اور اندر پھینکنے کے انداز سے اُسے بیٹھایا۔۔۔۔۔

زرغونہ سر جھکائے بیٹھی تھی اور زمان بار بار اپنے ہاتھ کی مٹھی بناتے سٹیرنگ پر مار کر اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔

کون تھا وہ لڑکا۔۔۔۔ کافی دیر بعد زمان نے سخت لہجے میں پوچھا۔۔۔۔

ام۔۔ امارا دو۔۔ ست ک۔ کا ب۔۔ بھائی۔۔۔۔ زرغونہ نے ڈرتے ڈرتے بتایا۔۔۔۔

آج کے بعد مجھے تم اُس کے پاس نظر نا آؤ سمجھ رہی ہو نا۔۔۔۔زمان ایک بار پھر سے غصے سے بولا تو زر غونہ نے سر ہلایا۔۔۔۔

اترو نیچے۔۔۔۔زمان مارکیٹ کے آگے گاڑی روکتے ہوئے بولا تو زرغونہ نے سر اُٹھا کر گاڑی کے شیشے سے سامنے دیکھا جہاں مارکیٹ تھی۔۔۔۔۔

اُنھیں تو حویلی جانا تھا پھر ادھر کیوں آئے ہیں زرغونہ نے سوچا مگر زمان کو گاڑی سے نکلتے دیکھ کر وہ بھی باہر نکلی ۔۔۔۔

چلو کچھ شاپنگ کر لو تم۔۔۔۔زمان اب کی بار کچھ نرم لہجے میں بولا۔۔۔۔

ام کو کچھ نہیں چاہیئے۔۔۔۔زرغونہ نے آہستگی سے کہا۔۔۔۔

پھر بھی لے لو۔۔۔۔زمان اُسے کہتا ایک دوکان کی طرف بڑھ گیا جہاں بہت خوبصورت سے ڈریس لگے ہوئے تھے۔۔۔۔

زمان نے اپنی مرضی سے اُس کے لیے کچھ ڈریس لیے اُن کے ساتھ میچنگ کی باقی چیزیں بھی لیتے وہ مارکیٹ سے نکل گئے۔۔۔۔

اس پورے دورانیہ میں زمان کا موڈ کافی اچھا رہا تھا زرغونہ کے ساتھ ہلکی پھلکی باتیں کرتے زمان زرغونہ کو کمپنی دے رہا تھا زرغونہ تو اُس کا اپنے لیے نرم لہجہ دیکھتے ہی ساکتے میں چلی گئی تھی۔۔۔۔زمان کے اس لہجے سے زرغونہ کے دل میں ایک امید کی کرن جاگی تھی۔۔۔۔زمان کے واپس پہلے جیسے ہونے کی امید۔۔۔

آج ام کو چھٹی ہے ام تائی کے گھر جائے۔۔۔زرغونہ زمان کو دیکھتے پوچھ رہی تھی جو شیشے کے سامنے کھڑا آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا۔۔۔

ہاں۔۔۔زمان کہتا اپنا فون اُٹھانے لگا۔۔۔

ڈرائیور گھر نہیں ہے ام کیسے جائے۔۔۔زرغونہ نے پریشانی سے کہا۔۔۔

مجھے آج ایک ضروری کام ہے آفس میں اس لیے جلدی پہنچنا ہے۔۔۔زمان کہتا اپنی چیزیں لیتے کمرے سے نکل گیا۔۔۔

زرغونہ نے اُس کے جاتے منہ بنایا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ تیار ہوتے اشار صاحب کو بتا کر پیدل ہی حویلی سے نکل گئی۔۔۔

ابھی کچھ ہی راستہ تہہ کیا تھا جب اُسے محسوس ہوا کوئی اُس کے پیچھے آرہا ہے اُس نے ہلکا سا سر پیچھے کر کے دیکھا بڑی بڑی مونچھوں والا ایک آدمی اپنے فون پر لگا آرہا تھا۔۔۔

زرغونہ اُس کی شکل دیکھتے ہی ڈر گئی تھی اس لیے تیز تیز قدم اُٹھانے لگی۔۔۔

جلدی سے تائی کے گھر کے سامنے پہنچ کر اُس نے گہرا سانس لیا اور پیچھے مڑ کر دیکھا وہ آدمی ایک طرف سائیڈ پر کھڑا ہوا تھا۔۔۔

زرغونہ نے واپس آگے مڑے زور زور سے دروازہ بجانا شروع کر دیا۔۔۔

کیا ہو گیا ہے تم اتنے زور سے کیوں دروازہ بجا رہی ہو۔۔۔ تائی نے دروازہ کھولتے سامنے زرغونہ کو دیکھ کر پوچھا۔۔۔

اوام تھک گیا ہے اسی لیے، اب ام اندر آجائے۔۔۔۔زرغونہ نے بتایا اور ساتھ میں ہی ایک نظر پیچھے دیکھتے تائی سے کہا تو وہ دروازے سے سائیڈ پر ہو گئیں۔۔۔۔گھر کے اندر داخل ہوتے اُس نے شکر ادا کیا۔۔۔

\-----------------------------------

\--

صاحب ہم نے اُس کی فیملی کے بارے میں پتا لگا لیا ہے۔۔۔۔اُس کی ایک بیوی ہے جو شہر کے کالج میں پڑھنے آتی ہے اور ایک باپ ہے۔۔۔۔حاتم ملک کے آدمی نے اُس کے سامنے جاتے ہوئے بتایا۔۔۔

سہی ہے نظر رکھو اُس کی بیوی پر جلد ہی وہ مجھے ادھر چاہیئے۔۔۔۔حاتم ملک اپنے آدمی سے کہتا سگریٹ پاؤں کے نیچے مسلتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

\----------------------------------

زرغونہ اُس واقع کے بعد دو دن کالج نہیں گئی تھی مگر آج ایک ضروری ٹیسٹ تھا جسکی وجہ سے اُسے جانا پڑ رہا تھا

\----

For more visit (exponovels.com)

تیار ہوتے وہ اور زمان ناشتہ کے ٹیبل پر پہنچے جہاں اثار صاحب پہلے سے ہی بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

ناشتہ ختم کرتے زر غونہ اُٹھ کر گاڑی تک گئی۔۔۔وہ گاڑی میں بیٹھی تو ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔۔

کالج کے گیٹ کے سامنے پہنچتے ڈرائیور نے گاڑی کا دروازہ کھولا تو زر غونہ اپنا بیگ لیتے باہر نکلی۔۔۔

آرام سے چلتے وہ اپنی کلاس میں پہنچی جہاں پہلے ہی مناہل منال اور نور بیٹھیں تھیں۔۔۔

زر غونہ اُنھیں ہلکی آواز میں سلام کرتے سائیڈ پر بیٹھ گئی اُسے لگا تھا مناہل اُس سے ناراض ہو گی۔۔۔

شکر ہے تم نے اپنا دیدار کروادیا آج۔۔۔دو دن سے کہاں تھی تم۔۔۔نور نے زر غونہ کو گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔

زر غونہ جو اپنی کتابیں نکال رہی تھی حیران ہو کر نور کو دیکھنے لگی۔۔۔

کیا ہوا ہے بولو بھی۔۔۔نور نے اُسے چپ دیکھتے اُس کے سامنے چٹکی بجائی۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

ام کو لگا تم سب ام سے ناراض ہو گی۔۔۔۔ زر غونہ نے معصومیت سے کہا۔۔۔۔

وہ تو ہم ہیں۔۔۔۔ منال نے منہ بنا کر کہا۔۔۔۔

منال کی بات پر زر غونہ پریشان ہوئی۔۔۔۔ جب کے اُس کے چہرے کی پریشانی دیکھتے وہ تینوں ہنسنے لگی۔۔۔۔

اوکے اوکے پریشان مت ہو ہم نے معاف کیا تمھیں مگر ہمیں ٹریٹ چاہیئے۔۔۔۔ مناہل نے ہنستے ہوئے کہا ۔۔۔۔

کس بات کی۔۔۔۔ زر غونہ نے حیرت سے پوچھا کیوں کے زمان نے شہریار کو مارا یہ کوئی ٹریٹ والی بات تو نہیں تھی۔۔۔۔

تمھاری شادی ہوئی ہوئی ہے اس بات کی ٹریٹ۔۔۔۔ مناہل نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔۔

تم لوگ ام سے اس لیے ناراض نہیں ہو زمان نے تمھارے بھائی کو مارا۔۔۔۔ زر غونہ نے پھر سے حیرت سے پوچھا جس پر مناہل نے نہ میں سر ہلایا۔۔۔۔

اس میں ناراض ہونے والی کیا بات ہے، ہر شوہر کو اپنی بیوی کے لیے اتنا پوزیسو ہونا چاہیے۔۔۔۔ مناہل نے نارمل انداز میں کہا۔۔۔

شکر ہے ام کو لگا ام کو سب کو منانا پڑے گا۔۔۔۔ زرغونہ نے بھی مسکرا کر کہا۔۔۔

اوو باتیں مت گھماؤ ٹریٹ چاہیئے ہمیں۔۔۔۔ نور نے انگلی اُٹھ کر زرغونہ کو کہا تو اُس نے تابعداری سے سر ہلایا ۔۔۔۔

کلاس ختم ہونے کے بعد وہ چاروں کینٹین گئیں اور زرغونہ سے ٹریٹ لی ساتھ وہ لوگ زرغونہ کی لائف کے قصے بھی سن رہی تھیں۔۔۔

کیا ہوا ہے گاڑی اتنا آہستہ کیوں چلا رہا ہے آپ۔۔۔۔ زرغونہ یونی سے واپس آرہی تھی جب ڈرائیور نے اچانک ہی گاڑی آہستہ کی تو اُس نے ڈرائیور سے پوچھا۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

بی بی ایک گاڑی کافی دیر سے ہمارے پیچھے آ رہی ہے ہمارے گارڈز کی گاڑی بھی نہیں ہے ادھر اس لیے میں نے گاڑی آہستہ کی کے پوچھ سکوں کیا مسئلہ ہے۔۔۔ڈرائیور نے بیک مرر سے پیچھلی گاڑی کو دیکھتے ہوئے زرغونہ کو بتایا۔۔۔

آپ آہستہ مت کریں تیز چلائیں ام کو ڈر لگتا ہے۔۔۔زرغونہ نے ہلکی سی گردن گھما کر پیچھے وا کی گاڑی کو دیکھتے کہا۔۔۔

ڈرائیور نے اُس کی بات پر واپس سے گاڑی تیز کر دی۔۔۔ابھی کچھ ہی وقت ہوا تھا جب گاڑی اچانک سے جھٹکے کھانے لگی۔۔۔

ڈرائیور نے گاڑی سے سر باہر نکل کر دیکھا، گاڑی کا ایک ٹائر پنچر ہو گیا تھا۔۔۔

بی بی گاڑی کا ٹائر پنچر ہو گیا ہے ہمیں دس منٹ سائیڈ پر رکنا ہو گا۔۔۔ڈرائیور زرغونہ کو بتاتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔

زر غونہ سر ہلاتے اپنے فون پر مصروف ہو گئی تھی۔۔۔ابھی ایک منٹ بھی نہیں گزرا تھا جب زر غونہ کو ڈرائیور کی چیخ کی آواز سنائی دی اُس نے فون سائیڈ پر رکھتے شیشے سے باہر دیکھا جہاں دو آدمی ڈرائیور کے سر پر گن رکھ کر کھڑے تھے۔۔۔

زر غونہ ایک دم خوف سے پیلی پڑی تھی۔۔۔

بی بی آپ گاڑی سے نکل کر بھاگ جائیں۔۔۔ڈرائیور نے زور سے چیختے ہوئے کہا مگر زر غونہ کو اُس کی آواز سنائی ہی نہیں دی تھی اُس کا دماغ بلکل سن ہو چکا تھا اُن آدمیوں کے ہاتھ میں گن دیکھتے۔۔۔

ایک آدمی نے دوسرے کو کچھ اشارہ کیا تو وہ ڈرائیور کے پاس سے ہٹتا گاڑی کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔

زر غونہ اُس آدمی کو اپنی طرف آتا دیکھ کر اور زیادہ پریشان ہو گئی۔۔۔

اُس نے آتے گاڑی کا دروازہ کھولا اور کھینچ پر زر غونہ کو گاڑی سے باہر نکالا۔۔۔زر غونہ اب ہلکی ہلکی کانپ رہی تھی۔۔۔

دوسرے آدمی سے ڈرائیور کے سر پر گن ماری جس سے وہ پل میں بے ہوش ہوا۔۔۔۔زرغونہ ڈرائیور کو گرتا دیکھ کر ہلکا سا چیخی۔۔۔

اُس آدمی نے زرغونہ کو اپنی گاڑی تک لایا اور اندر دھکا دیا۔۔۔

ام کو جانے دو یہاں سے۔۔۔زرغونہ روتے ہوئے بولی مگر کسی نے بھی اُس کی بات نہیں سنی اور گاڑی دوڑالی ۔۔۔۔۔

زرغونہ مسلسل آنسوں بہارہی تھی۔۔۔

زمان آفس سے گھر آیا تو سامنے ہی اثار صاحب کو پریشان ٹہلتے ہوئے پایا۔۔۔

کیا ہوا بابا۔۔۔زمان نے صوفر پر بیٹھتے ہوئے پوچھا ساتھ ہی وہ اپنے شوز بھی اُتار رہا تھا۔۔۔

زمان تم نے موبائل اپنے پاس رکھا ہوا کیوں ہے جب تم کسی کی کال یا میسج نہیں دیکھتے۔۔۔۔اشار صاحب تو اُس کا پر سکون لہجے دیکھتے بڑھک ہی گئے تھے۔۔۔۔وہ جو اپنے شوز پر جھکا تھا اور ابھی ایک شوز ہی اُتارا تھا اشار صاحب کے غصے سے بھری آواز پر ایک دم سیدھا ہوا۔۔۔اپنا فون نکالتے چیک کیا تو وہاں کوئی دس سے پندرہ کالز لگی ہوئی تھی اشار صاحب کی۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

سوری بابا میں میٹنگ میں تھا تو فون سائیلینٹ پر لگایا ہوا تھا پھر بعد میں کام کرتے یاد ہی نہیں رہی سائیلینٹ سے ہٹانے کی، لیکن ہوا کیا ہے آپ اتنے غصے میں کیوں ہیں سب خیریت ؟۔۔۔زمان نے تفصیل سے بتایا اور پھر آخر میں سوال کیا۔۔۔۔

خیریت ہی تو نہیں ہے زرغونہ ابھی تک کالج سے گھر نہیں آئی اتنی رات ہو چکی ہے پتا نہیں کہاں ہے ڈرائیور بھی کال نہیں اُٹھا رہا گارڈز کا بھی فون بند ہے۔۔۔اشار صاحب نے پریشانی سے ماتے پر ہاتھ رکھتے ہوئے زمان کو بتایا تو زمان اُن کی بات پر ساکت ہوا۔۔۔

بابا یہ کیسے ہو سکتا ہے، اُس کا کالج 6 بجے بند ہو جاتا ہے پھر ابھی تک وہ گھر کیوں نہیں آئی۔۔۔زمان کی پریشان سے آواز آئی۔۔۔

مجھے خود سمجھ نہیں آ رہا پتا نہیں کہاں ہے بچی۔۔۔اشار صاحب نے بھی پریشانی سے جواب دیا۔۔۔

شاید تایا کے گھر گئی ہو میں کال کر کے پوچھتا ہوں۔۔۔۔ زمان نے کہتے ساتھ اپنا فون نکالا اور زرغونہ کے تایا کو کال کی۔۔۔۔

اسلام علیکم کیا زرغونہ آپ کی طرف آئی ہے۔۔۔۔ زمان نے اُن کے کال پک کرتے ساتھ ہی جلدی سے کہا ۔۔۔۔

وعلیکم اسلام، نہیں زرغونہ ہمارے گھر نہیں ہے، کیوں کیا ہوا کہاں ہے وہ۔۔۔۔۔ تایا نے جواب دیتے ساتھ ہی سوال کیا۔۔۔۔

پتا نہیں وہ ابھی تک کالج سے گھر نہیں آئی۔۔۔۔ زمان نے اُس کے سوال پر آہستگی سے بتایا۔۔۔۔

یا اللہ 9 ہو گئے ہیں وہ ابھی تک گھر نہیں پہنچی تو کہاں گئی ہے۔۔۔۔ تایا بھی پریشان ہو گئے تھے۔۔۔۔

پتا نہیں میں کچھ معلوم کر کے آپ کو بتاتا ہوں خدا حافظ۔۔۔۔ زمان کہتے جلدی سے کال اینڈ کر گیا۔۔۔۔

بابا وہ وہاں بھی نہیں ہے، آپ ادھر ہی رہیں میں کالج جا کر پتا کرتا ہوں۔۔۔۔۔ زمان اشار صاحب سے کہتے وہ ایک شوز واپس پہننے لگا جو اُس نے اُتارا تھا۔۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

شوز پہنتے اُس نے اپنا موبائل ہاتھ میں لیا اور گاڑی تک پہنچا گارڈز کو ساتھ لیتے اُس نے گاڑی زرغونہ کے کالج کی روڈ پر ڈال دی۔۔۔۔

زرغونہ کی آنکھ کھلی تو اُس نے خود کو ایک ویران کمرے میں پایا جہاں ایک بیڈ رکھا ہوا تھا ساتھ ہی ایک کرسی رکھی ہوئی تھی۔۔۔۔

زرغونہ بیڈ سے نیچے اُترتے ہوئے کمرے کے ایک طرف بنے دروازے تک پہنچی۔۔۔۔

دروازہ کھولو کوئی ہے ادھر ام کو باہر نکالو۔۔۔۔ زرغونہ دروازہ زور سے پیٹتے ہوئے کہہ رہی تھی مگر وہاں کوئی ہوتا تو اُس کی آواز سنتا نا۔۔۔۔

کافی دیر دروازہ بجانے کے بعد زرغونہ خاموشی سے آنسوں بہاتی وہی دروازے کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔

زم۔۔زما۔۔ن۔۔۔۔زرغونہ نے بے ساختہ دل میں زمان کو پکارا کیوں کے اب وہی اُس کا سب کچھ تھا اُس کا محافظ۔۔۔۔

زرغونہ وہی بیٹھے روتے ہوئے واپس غنودگی میں چلی گئی تھی۔۔۔۔۔

زمان زرغونہ کے کالج ہی جا رہا تھا جب اُس کی نظر روڈ کے سائیڈ پر کھڑی گاڑی پر پڑی۔۔۔۔

یہ تو وہی گاڑی ہے جس میں زرغونہ کالج جاتی تھی۔۔۔۔زمان نے گاڑی کو غور سے دیکھتے کہا ساتھ ہی اپنی گاڑی روکتے دروازہ کھول کر باہر نکلا اور بھاگتے ہوئے اُس گاڑی تک پہنچا۔۔۔۔

اُس کی گاڑی رکنے پر پیچھے آتے گارڈز نے بھی اپنی گاڑی روک دی تھی۔۔۔۔۔

زمان اُس گاڑی کے پاس پہنچا ابھی وہ دروازے کھولتے اندر دیکھنے ہی لگا تھا جب نیچے پڑی کسی چیز سے ٹکرا کر گرا ۔۔۔اُس نے اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کی مگر سہی سے نظر کچھ نہیں آرہا تھا اس لیے اُس نے اپنا موبائل جلایا۔۔۔

فون سے روشنی پڑتے زمان نے دیکھا وہاں ڈرائیور بے ہوش پڑا تھا اُس کے سر سے خون نکل نکل کر اب جم گیا تھا، زمان نے جلدی سے گارڈز کو پانی لانے کا کہا۔۔۔

پانی ڈرائیور کے منہ پر چھڑکتے ہوئے زمان نے اُسے ہوش میں لایا۔۔۔

زرغونہ کدھر ہے کیا ہوا تھا آپ کے ساتھ آپ کی یہ حالت کیسے ہوئی۔۔۔ڈرائیور جب ہوش میں آتا تو زمان نے اُس پر سوالات کی بوچھاڑ کی۔۔۔

صاحب ہم کالج سے واپس آرہے تھے جب ایک گاڑی ہمارا پیچھے کرنے لگی میں نے ایک طرف اپنی گاڑی روک کر اُس گاڑی والے سے بات کرنی چاہی تو اُس نے پستول میرے سر پر رکھا اور گاڑی سے بی بی کو نکال کر اپنی گاڑی میں بیٹھایا جاتے ہوئے میرے سر پر زور سے پستول مار گیا جس کی وجہ سے میں بے ہوش ہو گیا تھا۔۔۔۔ ڈرائیور نے پانی پینے کے بعد زمان کو ڈرتے ڈرتے سب بتایا جسے سنتے زمان نے اپنی مٹھیاں بھینچی لی۔۔۔۔

گارڈز کہاں مر گئے تھے۔۔۔۔زمان نے غصے سے پوچھا۔۔۔۔

پتا نہیں صاحب ہمارے پیچھے گارڈز کی گاڑی نہیں تھی۔۔۔۔ڈرائیور نے بتایا۔۔۔۔

اُن گارڈز کی گاڑی کو تلاش کرو اور انھیں گھر لے کر جاؤ جب تک میں تھوڑا آگے جا کر پتا کرتا ہوں۔۔۔۔۔
زمان اپنے گارڈز کو کہتا وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔

زمان نے کافی آگے جا کر دیکھا مگر کوئی سراغ نہیں ملا تھا جو اُسے زر غونہ کے پاس پہنچائے۔۔۔۔زمان رات کے 12 بجے تھکا ہوا حویلی میں داخل ہوا۔۔۔۔

اپنے کمرے میں گیا تو خالی کمرے کو دیکھتے اُسے وحشت سی ہوئی وہ اپنی شرٹ کے اوپر والے دو بٹن کھولتے بالکونی میں جا کر کھڑا ہوا۔۔۔۔

اتنے وقت میں اُسے زر غونہ کی عادت ہو چکی تھی جس کی وجہ سے وہ کافی بے قرار تھا۔۔۔۔اُس کا بس نہیں چل رہا تھا کے وہ کہی سے بھی زر غونہ کو اپنے سامنے لے آئے۔۔۔۔اُس نے غصے سے اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑا ۔۔۔۔

تھوڑی دیر اُدھر ہی گزارے کے بعد وہ واپس کمرے میں آیا اور فریش ہونے چلا گیا کیوں کہ ابھی اُس کا دماغ صرف فریش ہونے سے ہی ٹھیک ہو سکتا ہے۔۔۔۔

زرغونہ کی آنکھ کسی چیز کا دھکا لگنے سے کھلی تھی۔۔۔۔اُس نے جلدی سے آنکھیں سہی کھولتے پیچھے مڑ کے دیکھا جہاں دروازے میں کوئی شخص ہاتھ میں ٹرے لیے کھڑا تھا اور یقیناً اُسے دھکا بھی دروازے کا لگا تھا کیوں کہ وہ دروازے سے ٹیک لگائے ہی سو گئی تھی۔۔۔۔

یہ لو کھانا کھاؤ اور شکر کرو کے آج باس گھر پر نہیں ہیں ورنہ تم ابھی اس طرح سکون سے سو نہیں رہی ہوتی بلکے باس کے کمرے میں موجود ہوتی۔۔۔اُس آدمی سے کھانا اُس کے سامنے پھنکنے کے انداز سے رکھا اور سختی سے بولا۔۔۔۔

زرغونہ کی آنکھیں ایک دفعہ پھر سے نم ہوئی تھیں۔۔۔

ام کو گھر جانے دو، ام نے تمھارا کیا بیگاڑا ہے۔۔۔زرغونہ نے ہاتھ جوڑتے روتے ہوئے کہا۔۔۔۔

میرا تو کچھ نہیں مگر باس کا تم نے ضرور کچھ بیگاڑا ہے گا تب ہی تم ادھر ہو۔۔۔۔وہ آدمی ایک نظر اُس پر ڈال کر کہتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔۔

زرغونہ نے جلدی سے اُٹھتے دروازہ بجایا مگر کسی نے واپس نہیں کھولا تھا۔۔۔۔

وہ پھر سے روتے ہوئے زمین پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔اُس نے کھانے کو دیکھا، اُسے بھوک تو بہت لگی تھی مگر وہ کھانا نہیں چاہتی تھی یہ کھانا۔۔۔۔

یا اللہ ؐ ام کو ادھر سے باہر نکالو ام کو بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔اُس نے ہاتھ اوپر کرتے اللہ ؐ سے مدد مانگی۔۔۔۔پھر کافی دیر وہ یوں ہی اللہ ؐ کی بارگاہ میں اپنے لیے دعا کرتی رہی آخر اُٹھتے اُس نے واشروم کا رخ کیا۔۔۔۔

زمان رات بھر ادھر سے اُدھر کروٹیں بدلتا رہا تھا کہی بھی اُسے سکون میسر نہیں تھا اب فجر کی آذان کی آواز سنتے وہ بیڈ سے اُٹھ بیٹھا۔۔۔۔

وضو کرتے وہ واپس آکر جائے نماز پر بیٹھا نماز ادا کرنے کے بعد وہ کتنی ہی دیر اللہ سے زرغونہ کی حفاظت کی دعا کرتا رہا۔۔۔

یا اللہ مجھے کوئی راستہ دیکھا جس سے میں زرغونہ کو جلد از جلد ڈھونڈ لوں، نا جانے وہ کہاں ہو گی اُسے تو دنیا کی کوئی خبر ہی نہیں ہے وہ اتنی معصوم ہے یا اللہ پلیز اُس کی مدد کرنا آمین۔۔۔ زمان دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اُٹھ کر کمرے سے نکلا۔۔۔

سیڑھیوں میں پہنچتے اُسے کسی عورت کے رونے ہی آواز آئی تو اُس نے پریشانی سے اپنی رفتار تیز کی اور جلدی سے لاؤنج میں پہنچا۔۔۔

سامنے ہی زرغونہ کی تائی اور تایا اشار صاحب کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے تائی کافی اونچا اونچا رو رہی تھیں۔۔۔

ہم نے تمھیں اپنی بیٹی اس لیے دی تھی کے تم اُس کی حفاظت کرو گے اُس کا خیال رکھو گے مگر تم تو ہماری امیدوں کو مٹی میں ملا گئے ہو زمان، کہاں ہے زرغونہ بولو کہاں ہے زرغونہ؟ وہ کل سے گھر نہیں آئی اور تم ادھر آرام سے بیٹھے ہو۔۔۔۔ تائی زمان کو آتا دیکھ کر اُس کے پاس جاتے اُس کا گریبان پکڑ کر غصے سے روتے ہوئے بولیں۔۔۔

زمان نے اُن کی بات پر سر جھکا لیا تھا نا جانے کیوں اُسے غصہ نہیں آیا تھا اُن کے گریبان پکڑنے پر وہ شرمندہ تھا زرغونہ کی حفاظت نا کر سکا۔۔۔

زرغونہ کے تایا نے آگے بڑھ کر اُنھیں زمان سے الگ کیا۔۔۔

اس سب میں اس کی غلطی نہیں ہے، لیکن بیٹا اُسے جلدی ڈھونڈو وہ بہت معصوم ہے وہ اپنی حفاظت خود نہیں کر سکے گی۔۔۔۔ تایا نے پہلے تائی سے کہا پھر زمان کے سامنے جاتے اُسے نرمی سے کہا۔۔۔زمان نے اُن کی بات پر بس سر ہلایا تھا۔۔۔۔

ہم کوشش کر رہے ہیں انشاء اللہ جلد ڈھونڈ لیں گے بچی کو آپ پریشان نا ہوں۔۔۔ اثار صاحب نے اُنھیں حوصلے دیا۔۔۔

زمان وہاں سے نکلتے باہر آیا۔۔۔

بتاؤ گارڈز کا کچھ پتا چلا۔۔۔زمان نے اپنے گارڈز کے سامنے کھڑے ہو کر پوچھا۔۔۔

جی صاحب ہم نے رات کو ہی اُنھیں ڈھونڈ لیا تھا وہ بی بی کی گاڑی سے کافی دور بے ہوش ملے تھے۔۔۔۔ صاحب مجھے لگتا ہے یہ سب کسی کی سوچی سمجھی سازش ہے وہ پہلے ہی تیار تھے یہ سب کرنے کے لیے کیوں کے بی بی کا موبائل اور پیسے وہی گاڑی میں پڑے تھے چوری کا کوئی کیس نہیں ہے۔۔۔۔ گارڈ نے زمان سے کہا جسے سنتے زمان بھی سوچ میں پڑ گیا۔۔۔۔

ہمم مجھے بھی یہی لگتا ہے مگر کون کر سکتا ہے ایسا اُس کا کوئی دشمن کیسے ہو سکتا ہے اُس نے کسی کا کیا بگاڑا ہو گا ۔۔۔۔زمان نے پر سوچ انداز میں کہا اُس کی آنکھوں کے سامنے زرغونہ کا معصوم چہرہ آیا۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

ڈرائیور نے بتایا تھا کہ کوئی گاڑی کافی دیر سے اُن کا پیچھا کر رہی تھی تم ایک کام کرو ڈرائیور کے ساتھ جاؤ اور مین روڈ کی فوٹیج میں دیکھو وہ گاڑی کون سی تھی۔۔۔۔زمان نے ڈرائیور کی بات یاد کرتے جلدی سے اپنے گارڈ کو بتایا اور اپنی گاڑی میں بیٹھتے وہ آفس کے لیے نکل گیا کیوں کے آج اُس کی ایک ضروری میٹنگ تھی جو وہ کسی حال میں نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔۔

مگر اندر سے اُس کا دل ہر چیز سے اُٹھ گیا تھا وہ آج خود کو خالی سا محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔

____

____

زرغونہ بھوک پیاس سے نڈھال بیڈ پر لیٹی تھی۔۔۔اتنی زیادہ بھوک لگنے کے بعد بھی اُس نے وہ کھانا نہیں کھای اتھاجو رات کو وہ آدمی یہاں رکھ کر گیا تھا۔۔۔

وہ بیڈ پر لیٹی اللہ سے دعامانگ رہی تھی کے کسی طرح اُسے یہاں سے باہر نکلادے۔۔۔

ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی جب دروازہ کھولنے کی آواز آئی وہ ایک دم سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔

وہی رات والا آدمی ہاتھ میں ٹرے لیے اندر داخل ہوا،ٹرے سائیڈ پر رکھتے اُس نے دوسری ٹرے دیکھی تو اُسے ایک دم غصہ آیا کیوں کے وہ ابھی تک ویسے ہی پڑی تھی اُس میں سے ایک نوالہ بھی نہیں لیا گیا تھا۔۔۔

اوئے لڑکی تونے رات سے ابھی تک کچھ نہیں کھایا۔۔۔وہ آدمی غصے سے بولا۔۔۔زرغونہ نے کوئی تاثرنادیا بس خاموشی سے بیٹھی رہی۔۔۔

تیرا علاج تو میں باس سے ہی کرواؤں گا۔۔۔وہ آدمی زرغونہ کو چپ دیکھتے وہاں سے نکلااور پھر کچھ دیر بعد ایک عورت کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

اُس عورت نے سائیڈ پر رکھی ٹرے اُٹھائی اور اُس میں سے نوالہ بنا کر زرغونہ کا منہ پکڑتے زبردستی اُس کے منہ میں ڈالا۔۔۔۔

زرغونہ نے اپنے ہاتھوں سے اُس عورت کو پیچھے کرنے کی کوشش کی مگر اُس عورت کو کوئی فرق نا پڑا۔۔۔۔

اُس عورت نے زرغونہ کا منہ پکڑ رکھا تھا جس کی وجہ سے زرغونہ وہ نوالہ باہر بھی نہیں نکال سکی تھی، اُسے ناچار وہ نوالہ حلق سے اُتارنا پڑا۔۔۔۔

اسی طرح اُس عورت نے پورا کھانا زرغونہ کو کھلایا تھا پھر آخر میں زور سے اُس کا منہ چھوڑتے وہ ٹرے لیتے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔

زرغونہ کے کب سے رکے آنسوں ایک دم آنکھوں سے نکل کر گالوں پر بہے۔۔۔۔

دس منٹ بعد ہی وہ عورت واپس کمرے میں آئی اب اُس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا۔۔۔۔

یہ لے اس میں تیرے کپڑے ہیں جلدی سے بدل اور باہر آجا اگر دس منٹ میں باہر نا آئی تو تجھے میں گھسیٹتے ہوئے باہر لاؤ گی۔۔۔۔وہ عورت بیگ زرغونہ کی طرف پھنکتے ہوئے بولی، زرغونہ اُس عورت کی آواز پر ڈر گئی تھی اس لیے جلدی سے وہ بیگ لیتے واشروم گئی۔۔۔۔

اُس کے آنسوں اب اور شدت سے آنکھوں سے نکل رہے تھے۔۔۔

زمان ابھی میٹنگ ختم کرتے اپنے آفس آیا تھا جب اُس کا فون بجا تو اُس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیبل سے فون اُٹھایا اور بنا دیکھے کال پک کی ساتھ ہی وہ لیپ ٹاپ پر کوئی ای میل دیکھ رہا تھا۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔زمان نے مصروف سے انداز میں سلام کیا۔۔۔۔

وعلیکم اسلام مسٹر زمان کیا حالات ہیں آپ کے اپنی بیوی کے بغیر۔۔۔آگے سے مسکراتے ہوئے حاتم ملک نے کہا تو زمان نے لیپ ٹاپ سائیڈ پر کیا اور پوری طرح اُس کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔۔

تمھیں کیسے پتا زرغونہ گم ہے کہی تم نے تو یہ سب نہیں کیا۔۔۔۔زمان نے غصے سے سخت لہجے میں کہا جس پر حاتم ملک کی ہنسی کی آواز آئی۔۔۔۔

واہ زمان صاحب واہ، اکثر اس حالت میں کوئی بھی اپنے حواس میں نہیں ہوتا مگر تم میری بات میں سے اپنی مطلوبہ بات نکال چکے ہو بہت ذہین ہو۔۔۔حاتم ملک نے زمان کی حاضر دماغی پر اُسے داد دی۔۔۔

شکریہ تعریف کا مگر کیا میں جان سکتا ہوں یہ گھٹیا حرکت تم نے کیوں کی ہے، کیوں تم نے اپنے پاؤں میں خود کلھاڑی ماری تم جانتے ہو اس گستاخی کا انجام۔۔۔زمان نے مشکلوں سے اپنا غصہ کنٹرول کرتے ہوئے دانت پیس کر جواب دیا۔۔۔۔

یہ گستاخی میں نے اس لیے کی کیوں کے تم نے مجھے مجبور کیا ہے اگر تم مجھے وہ پروجیکٹ دے دیتے تو آج تمھاری بیوی تمھارے پاس ہوتی۔۔۔حاتم ملک نے بھی اب زرا سخت لہجے اختیار کیا تھا۔۔۔۔

تم اگر پروجیکٹ کے لائق ہوتے تو ضرور تمھیں ہی ملتا مگر تم اس لائق ہی نہیں تھے اور دوسری بات یہ سب جھگڑا تمھارے اور میرے بیچ میں ہے میری بیوی کو چھوڑ دو ورنہ انجام اچھا نہیں ہو گا تمھارا۔۔۔زمان چیخ کر بولا۔۔۔

چھوڑ دوں گا اگر تم پروجیکٹ مجھے دے دو تو۔۔۔۔حاتم ملک نے جیسے بات ختم کرنی چاہی۔۔۔۔

وہ پروجیکٹ میں تمھیں کبھی نہیں دوں گا اُسے بھول جاؤ۔۔۔۔زمان نے پر سکون لہجے میں کہا۔۔۔۔

ٹھیک ہے پھر تم اپنی بیوی کو بھی بھول جاؤ زمان خان۔۔۔۔حاتم ملک نے کہتے فون کاٹ گیا۔۔۔۔

زمان نے پٹخنے کے انداز سے فون ٹیبل پر پھنکا اور سیدھے ہاتھ کی دو انگلیوں سے اپنا ماتھا مسلنے لگا تاکے غصہ کم ہو سکے۔۔۔۔

کچھ دیر بعد اُس نے واپس سے فون پکڑا اور اپنے گارڈز کو کال کی۔۔۔۔

سنو تمھیں میں ایک نمبر دے رہا ہوں وہ ٹریس کرواؤ جلد از جلد۔۔۔۔زمان نے نے گارڈ سے کہا تو اُس نے اوکے کہا پھر زمان نے اُسے حاتم ملک کا نمبر بیجھا۔۔۔۔

زمان کسی بھی حال میں وہ پروجیکٹ حاتم کو نہیں دے سکتا تھا مگر زرغونہ کو بھی وہ وہاں نہیں چھوڑ سکتا تھا کل سے زرغونہ کے بغیر جو اُس کی حالت تھی وہ بس وہ جانتا تھا۔۔۔۔

زرغونہ تیار ہوتے پنک اور وائیٹ کلر کے کپڑے پہنے واشروم سے باہر آئی تو سامنے ہی اُس عورت کو اپنا منتظر پایا ----

وہ عورت زرغونہ کو باہر نکلتا دیکھا کر جلدی سے اُس کے پاس گئی اور بے دردی سے اُس کی بازوں پکڑ کر اُسے کھینچتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔زرغونہ اپنی بازوں کے درد کی وجہ سے سسکتی رہی مگر اُس عورت نے اُسے کوئی رہائی نہیں دی۔۔۔۔

کمرے سے باہر نکلی تو باہر کافی اندھیرا تھا جس سے زرغونہ کو خوف محسوس ہوا، تھوڑا اور چلنے کے بعد سیڑھیاں آئی جو اوپر کی طرف جاتی تھیں وہ عورت زرغونہ کی بازوں دبوچتے اُسے سیڑھیوں سے اوپر لے کر گئی۔۔۔۔

سیڑھیاں ختم ہوئی تو آگے دروازہ تھا جس سے باہر نکلتے آگے لاؤنج تھا جو کے کافی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا، ہر چیز کی قیمت کا اندازہ چیز کو دیکھتے ہی لگایا جا سکتا تھا۔۔۔۔

لاؤنج کافی دور تک پھیلا ہوا تھا اُس کے درمیان میں صوفے لگے تھے۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

اُس عورت نے زر غونہ کو لاؤنج میں لاتے فرش پر پھینکا تھا۔۔۔۔

ادھر ہی رہ جب تک ہمارے پاس آتے۔۔۔۔وہ عورت زر غونہ کو دیکھتے ہوئے بول کر وہاں سے چلی گئی ۔۔۔۔۔زمین پر زور سے گرنے کی وجہ سے زر غونہ کی بازوں میں کافی درد ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ وہی بیٹھے رونے لگ گئی تھی۔۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

زمان آفس سے گھر آیا تو اشار صاحب نے اُسے سٹڈی میں بلایا۔۔۔

فریش ہونے کے بعد وہ اپنے کمرے سے نکلتا سیدھا اشار صاحب کے سٹڈی روم میں گیا۔۔۔۔

اسلام علیکم بابا آپ نے بلایا۔۔۔

ہاں، کچھ پتا چلا ہے بچی کا؟۔۔۔ اشار صاحب نے زمان کے پوچھنے پر سر ہلاتے پوچھا۔۔۔

بابا زرغونہ کو حاتم ملک نے اغواء کیا ہے۔۔۔ زمان نے تھکے تھکے سے انداز میں کہا۔۔۔

تمھیں کیسے پتا؟۔۔۔ اشار صاحب نے اُس کے بتانے پر پریشانی اور حیرانگی سے پوچھا۔۔۔

بابا مجھے صبح اُس کی کال آئی تھی اُس نے خود بتایا کے زر غونہ اُسی کے پاس ہے۔۔۔۔اُس نے زر غونہ کو اس لیے اغواء کیا کیوں کہ میں نے اُس کی کمپنی کو پروجیکٹ نہیں دیا تھا اب وہ کہہ رہا ہے اگر زر غونہ کو چھڑوانا ہے تو پروجیکٹ مجھے دے دو مگر میں یہ نہیں ہونے دوں گا بابا اُس پروجیکٹ سے ہمیں بہت فائدہ ہو رہا ہے اگر اُس کی کمپنی کو دیا تو ہمارا نقصان ہو جائے گا کیوں کہ اُس کی کمپنی پہلے سے ہی لاس میں چل رہی ہے۔۔۔۔زمان نے دن کا ہوا سارا واقع اشار صاحب کو بتایا۔۔۔۔

لیکن زمان زر غونہ ہماری کمپنی سے زیادہ ضروری ہے ہمیں لاس کی فکر نہیں کرنی چاہیئے بلکہ زر غونہ کو بچانا چاہیئے ۔۔۔۔اشار صاحب نے زمان کو دیکھتے پریشانی سے کہا۔۔۔۔

نہیں بابا میں کمپنی کو کچھ نہیں ہونے دوں گا اور زر غونہ کو بھی بچا لاؤں گا یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔۔۔۔زمان نے ایک عزم سے کہا تو اشار صاحب نے بھی سر ہلایا جانتے تھے زمان سب سہی کر لے گا۔۔۔۔

زمان اُن سے کچھ دیر اور باتیں کرنے کے بعد اُٹھ گیا۔۔۔۔کمرے میں آتے اُسے پھر سے خود میں خالی پن محسوس ہوا۔۔۔۔

ناجانے وہ کس حال میں ہو گی۔۔۔۔زمان نے بیڈ پر بیٹھتے تھکے تھکے سے انداز میں کہا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ اُٹھتے ہوئے واشروم گیا اور وضو کرتے باہر آیا۔۔۔

جائے نماز بچھاتے وہ نماز میں مصروف ہو گیا۔۔۔ کیوں کہ اُسے ابھی صرف سکون چاہیئے تھا اور سکون بے شک اللہ کے ذکر میں ہے۔۔۔

\-------------------------------------

\-------------------------------------

اُس عورت نے زرغونہ کو لاؤنج میں لاتے فرش پر پھینکا تھا۔۔۔

ادھر ہی رہ جب تک ہمارے پاس آتے۔۔۔ وہ عورت زرغونہ کو دیکھتے ہوئے بول کر وہاں سے چلی گئی ۔۔۔ زمین پر زور سے گرنے کی وجہ سے زرغونہ کی بازوں میں کافی درد ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ وہی بیٹھے رونے لگ گئی تھی۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

کچھ دیر بعد اُسے کسی کے بھاری قدموں کی چاپ سنائی دی اُس نے ہلکی سی گردن اوپر اُٹھا کر دیکھا تو سامنے ایک ادھیڑ عمر کا آدمی تھا جو کمرے سے نکل کر زرغونہ کے سامنے رکھے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھتے بیٹھ گیا تھا ----

حاتم ملک کی نظریں مسلسل زرغونہ کے جسم کے آر پار ہو رہی تھیں ---- زرغونہ خود پر اُس کی نظریں محسوس کرتے ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی ----

واہ ماننا پڑے گا زمان خان کی پسند کو، اتنی حسین بیوی ---- حاتم ملک نے زرغونہ کو دیکھتے آہ بھر کر کہا ----

اتنی خوبصورت بیوی کو میرے پاس چھوڑ رکھا ہے کافی سنگدل ہے زمان ---- حاتم ملک نے کچھ دیر بعد پھر سے کہا اور اُٹھ کر زرغونہ کی طرف بڑھا -----

زرغونہ حاتم ملک کو اپنی طرف آتا دیکھ کر پیچھے ہونے لگی مگر پیچھے رکھے ٹیبل سے ٹکرا کر وہی جم گئی ----

ا۔۔م کو گھ۔۔ر جا۔۔۔نے د۔۔وام ن۔۔نے ک۔۔کچھ نہ۔۔ نہیں کیا ---- زرغونہ نے اٹکتے ہوئے حاتم ملک سے التجا کی جس کو حاتم ملک نے کسی بھی خاطر میں نہیں لایا اور اُس کی طرف بڑھتا رہا ----

وہ بلکل زر غونہ کے سامنے جا کر کھڑا ہوا پھر گھٹنوں کے بل اُس کے سامنے بیٹھتے اُس نے زر غونہ کے سفید مومی گال کو چھونے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا جب اُس کا فون رنگ ہوا۔۔۔

وہ بد مزہ ہوتے ہوئے اپنے فون کو دیکھنے لگا منہ بناتے اُس نے فون کان سے لگایا جب اگلی جانب سے بتائے جانے والی خبر سنتے ایک دم ہی حاتم ملک کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات آئے۔۔۔

اب وہ کیسا ہے کون سے ہاسپٹل میں ہے۔۔۔ حاتم ملک نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔

اوکے میں آتا ہوں ابھی۔۔۔ حاتم ملک کہتے فون رکھ گیا پھر زر غونہ کی طرف مڑا جو آنکھوں میں معصومیت، پریشانی اور خوف سجائے بیٹھی تھی۔۔۔

آج تم بچ گئی کیوں کہ میرے بیٹے کا آکسیڈنٹ ہو گیا ہے مگر کل میرے آنے سے پہلے ہی تم میرے کمرے میں موجود ہو سمجھی۔۔۔ حاتم ملک سخت لہجے میں کہتا وہاں سے اُٹھ کر جلدی سے مین گیٹ کی طرف چلا گیا تھا ۔۔۔ پیچھے زر غونہ نے اپنی عزت بچ جانے پر اللہ کا شکر ادا کیا۔۔۔

دو منٹ بعد وہی عورت آئی اور زر غونہ کو لیتے واپس بیسمنٹ میں گئی۔۔۔ زر غونہ کو کمرے میں دھکیلتے ہوئے وہ واپس وہاں سے چلی گئی۔۔۔

آج دو دن ہو گئے ہیں زرغونہ یونی نہیں آئی۔۔۔ فری پیریڈ میں گراؤنڈ میں بیٹھیں مناہل نور اور منال میں سے نور نے لیز کھاتے ہوئے کہا۔۔۔

ہاں میں بھی ابھی اُسی کا ہی سوچ رہی تھی نا جانے کہاں ہے۔۔۔ مناہل نے بھی نور کی بات پر سر ہلایا۔۔۔

ہمیں اُس کا پتا کرنا چاہیئے۔۔۔ منال نے بھی سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

زندگی میں پہلی بار تم نے کوئی اچھی بات کی ہے اسی بات پر تمھیں یہ لیز میری طرف سے تحفے میں ملتا ہے پلیز اسے قبول کرو۔۔۔ منال کی بات پر نور نے لیز کا آدھا ٹکڑا منال کی طرف بڑھایا۔۔۔

کنجوس انسان پاس رکھو اسے بھی۔۔۔ منال نے آدھے ٹکڑے کو دیکھتے گھورتے ہوئے نور سے کہا جس پر اُس نے کندھے اچھکائے اور وہ آدھا ٹکرا بھی اپنے منہ میں ڈال لیا۔۔۔ منال اس سے پہلے نور کو کچھ کہتی مناہل بولی۔۔۔

یار تم لوگ لڑائی بعد میں کرنا پہلے چلو جا کر زرغونہ کا نمبر نکلواتے ہیں اور ایڈریس بھی۔۔۔۔ مناہل نے دونوں کو لڑتے دیکھ کر کہا تو دونوں منہ بناتے ہوئے گراؤنڈ سے اُس طرف چلی گئیں جہاں پر سب سٹوڈنٹ کا ڈیٹا ہوتا تھا

۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

زمان صبح تیار ہوتے ہوئے ناشتہ کیے بغیر گاڑی کے پاس آیا۔۔۔ گاڑی میں بیٹھنے لگا جب کچھ یاد آنے پر گارڈز کی طرف گیا۔۔۔

کچھ پتا چلا اُس نمبر کا کہاں ہے وہ اس وقت۔۔۔ زمان نے اپنے گارڈز سے پوچھا۔۔۔

یس سر یہ رہی اُس نمبر کی لوکیشن۔۔۔ ایک گارڈ نے ٹیب زمان کی طرف بڑھایا جس پر میپ کھلا تھا اور ایک جگہ پر لال نشان بنا ہوا تھا۔۔۔

زمان ٹیب ہاتھ میں لیتے گاڑی میں بیٹھا اور اپنے گارڈز کو پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔۔۔

کچھ ہی دیر تک زمان ہاسپٹل پہنچ چکا تھا۔۔۔ گاڑی پارکنگ میں لاتے وہ گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔

ہمیں یہی کھڑے ہو کر اُس کے باہر آنے کا انتظار کرنا ہو گا ہم ہاسپٹل میں کائی تماشا نہیں لگا سکتے۔۔۔ زمان نے اپنے گارڈز سے کہا جو اپنی گاڑی سے نکل کر زمان کے پاس کھڑے تھے۔۔۔

آدھے گھنٹے کے طویل انتظار کے بعد آخر حاتم ملک ہاسپٹل سے باہر نکلتا دیکھائی دیا۔۔۔۔

اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اُس نے گاڑی ہاسپٹل سے باہر نکالی تو زمان نے بھی اپنی گاڑی اُس کے پیچھے کی۔۔۔۔

کچھ دور سنسان جگہ پر جاتے زمان نے اپنی گن نکالی اور حاتم ملک کی گاڑی کے ٹائر کا نشانہ لے کر فائر کیا۔۔۔۔

حاتم ملک کی گاڑی ایک جھٹکا کھاتے رک گئی تھی۔۔۔۔زمان جلدی سے اپنی گاڑی سے نکلا اور اُس تک پہنچا

۔۔۔۔

دروازہ کھولتے زمان نے اُسے کالر سے پکڑتے باہر نکالا۔۔۔۔

حاتم ملک شرافت سے بتادے میری بیوی کو تو نے کہاں رکھا ہوا ہے ورنہ انجام اچھا نہیں ہو گا تیرا۔۔۔۔زمان نے گن اُس کے ماتھے پر رکھتے چیخ کر پوچھا۔۔۔۔حاتم ملک تو زمان کو دیکھتے ہی ڈر گیا تھا۔۔۔۔

بول جلدی میرے پاس وقت نہیں ہے اتنا۔۔۔۔زمان نے گن کا دباؤ اُس کے ماتھے پر ڈالتے ہوئے پوچھا

۔۔۔۔

نہیں بتاؤں گا کیا کر لے گا تو۔۔۔۔حاتم ملک نے اپنے اندر ہمت جمع کرتے ہوئے کہا۔۔۔

اچھا نہیں بتائے گا پھر یہ لے۔۔ ٹھاہ۔۔۔۔زمان نے کہتے ایک گولی حاتم ملک کی دائیں بازو میں ماری جس سے وہ کہرا کر رہ گیا۔۔۔

بتا مجھے زرغونہ کو کہاں رکھا ہوا ہے تو نے۔۔۔زمان نے پھر سے پوچھا۔۔۔۔

ن۔ نہی۔۔ نہیں بتاؤ گا۔۔۔حاتم ملک اب بھی ڈھیٹ بنا ہوا تھا۔۔۔

زمان نے اب کی بار اُسے مکے اور لاتیں مارنی شروع کر دی تھی مگر حاتم ملک نے کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔

زمان نے ایک اور گولی اُس کی ٹانگ پر ماری مگر حاتم ملک کو کوئی خاص فرق نہیں پڑا۔۔۔

سر اس طرح یہ مر جائے گا پھر ہمیں بی بی کے بارے میں کون بتائے گا اسے چھوڑ دیں۔۔۔زمان کو آپے سے باہر ہوتا دیکھ کر اُس کے گارڈ نے پریشانی سے کہا۔۔۔۔

ایک بار یہ بتائے مجھے زر غونہ کے بارے میں اس کتے کی میں اپنے ہاتھوں سے جان لوں گا۔۔۔زمان نے ایک اور لات حاتم ملک نے خون سے بھرے وجود کو ماری اور غصے سے جا کر اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔حاتم ملک تب تک بے ہوش ہو چکا تھا۔۔۔

سر اسے اپنے ساتھ لے چلیں۔۔۔زمان کے گارڈ نے حاتم ملک کے بے ہوش پڑے وجود کو دیکھتے زمان سے پوچھا۔۔۔

نہیں جانے دو اسے یہ ایک واحد راستہ ہے زر غونہ تک پہنچنے کا یہ ہمیں اُس کے بارے میں خود اپنے منہ سے کبھی نہیں بتائے گا ہمیں اس کا پیچھا کرنا ہو گا تب ہی ہم زر غونہ تک پہنچیں گے۔۔۔زمان نے گارڈ سے کہا اور اپنی گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔۔۔

گارڈز بھی حاتم ملک کو وہی چھوڑتے اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر وہاں سے نکل گئے تھے۔۔۔

اسلام علیکم یہ زر غونہ کا گھر ہے کیا؟۔۔۔۔گاڑی سائیڈ پر پارک کرتیں وہ تینوں گاڑی سے نکل کر باہر آئیں اور سامنے بنی خان حویلی کے باہر کھڑے گارڈ سے پوچھا۔۔۔

جی۔۔۔۔ گارڈ نے سر سے پاؤں تک اُن تینوں کو دیکھتے ہوئے جواب دیا کیوں کہ اُن تینو نے جینس شرٹ پہنے رکھی تھیں جو اس گاؤں میں کوئی نہیں پہنتا تھا اس لیے وہ حیران تھا۔۔۔

اوکے چلو اندر۔۔۔۔ گارڈ کی بات پر مناہل نے پیچھے کھڑی نور اور منال کو دیکھتے ہوئے کہا اور گیٹ کے پاس گئیں۔۔۔

بی بی آپ اندر نہیں جاسکتی۔۔۔۔ گارڈ نے دروازہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔۔۔

ارے یہ کیا بات ہوئی ہم زرغونہ سے ملنے آئیں ہیں ہمیں اندر جانے دیں۔۔۔۔ نور نے حیرت سے پوچھا ۔۔۔۔

بی بی گھر پر نہیں ہیں آپ جائیں۔۔۔۔ گارڈ نے نور کو دیکھتے کہا اشار صاحب نے کسی بھی ایرے غیرے کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی تھی۔۔۔۔

کوئی بات نہیں ہم انتظار کرلیں گے اُس کا ویسے کہاں گئی ہے وہ۔۔۔۔ منال نے کہتے ساتھ ہی گارڈ سے سوال کیا ۔۔۔۔

پتا نہیں میم آپ لوگ جائیں یہاں سے۔۔۔۔ گارڈ اب جنجلا کر بولا۔۔۔

وہ لوگ کوئی جواب دیتیں اس سے پہلے ہی زمان کی گاڑی پیچھے سے آئی، گارڈز نے ایک دم اُس کے لیے دروازہ کھولا وہ گاڑی سے نکل کر واپس گیٹ پر آیا۔۔۔

وہ مناہل کو پہنچا چکا تھا یہ وہی تھی جس کے بھائی نے اُس دن زرغونہ کو ہاتھ لگایا تھا۔۔۔

اوو تھنک گاڈ جیسجو آپ آئے دیکھیں ہمیں یہ گارڈ اندر نہیں جانے دے رہے۔۔۔ مناہل نے زمان کو دیکھتے ایک دم گارڈ کی شکایت لگائی۔۔۔

زمان نے جیسجو لفظ پر حیرت سے مناہل کو دیکھا۔۔۔

یار کتنے ہینڈ سم ہیں جیسجو۔۔۔ نور نے زمان کو دیکھتے ساتھ کھڑی منال کے کان میں کہا مگر زمان کے تیز کانو نے اُس کی بات سن لی تھی۔۔۔

زمان نے اب باقی دونوں کو بھی حیرت سے دیکھا اُس کے دماغ میں ایک ہی سوال تھا "زرغونہ جیسی معصوم لڑکی کی یہ تینوں دوستیں بن کیسے گئی"۔۔۔۔

زرغونہ گھر پر نہیں ہے آپ پھر کبھی آیئے گا۔۔۔زمان کہتے اندر کی جانب بڑھ گیا پیچھے وہ تینوں منہ کھولے اُس کی کمر کو دیکھنے لگیں۔۔۔۔

گجب بے عزتی ہے یار۔۔۔۔نور نے اداسی سے کہا اور واپس گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

اُس کے پیچھے ہی منہ لٹکائے منال اور مناہل بھی گاڑی میں آ کر کر بیٹھیں۔۔۔۔

آج ہمیں اس زرغونہ کی بچی نے بہت بے عزت کروایا اب ملے واپس سارے بدلے لیں گے ہم اس سے وہ بھی چن چن کے۔۔۔۔مناہل نے دانت پیستے ہوئے کہا ساتھ ہی گاڑی بھی سٹارٹ کی۔۔۔۔

مناہل کی بات پر نور اور منال نے بھی اپنا اپنا سر ہلایا جیسے کہہ رہی ہوں ہم بھی چن چن کے بدلے لیں گے ۔۔۔۔

۔۔

ایک ماہ گزر چکا تھا زرغونہ کو کھوئے۔۔۔اس ایک ماہ میں زمان نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی زرغونہ کا پتا لگانے کی مگر ناکام رہا نا جانے حاتم ملک نے اُسے کہاں رکھا ہوا ہے۔۔۔اُسے پہلے تو احساس نہیں ہوا تھا مگر اب اُسے لگا تھا کے زرغونہ اُس کی بیوی ہے اُسے کیسے بھی کر کے اُسے ڈھونڈنا ہے اس لیے اب وہ دن رات کوشش کر رہا تھا۔۔۔اُس نے اس شہر کے سب پولیس سٹیشن میں زرغونہ کی گمشدگی کی رپورٹ لکھوائی تھی مگر ابھی تک کچھ ہاتھ نہیں آیا تھا۔۔۔

حاتم ملک زمان سے مار کھانے کے بعد پانچ دن ہاسپٹل میں رہا تھا پھر گھر چلا گیا زمان کے بندے سائے کی طرح اُس کے پیچھے لگے ہوئے تھے مگر شاید حاتم ملک نے بھی کچی گولیاں نے کھیلی تھیں وہ اپنے آفس اور گھر کے علاوہ کلب میں جاتا تھا جہاں زمان کے بندے چیک کر چکے تھے وہاں سے کچھ نہیں ملا۔۔۔

زمان کو اس ایک ماہ میں اپنا آپ خالی سا محسوس ہونے لگا تھا وہ نہیں جانتا تھا کے اُسے زر غونہ کی اتنی بُری عادت پڑ جائے گی کے وہ بلکل اُس کے بغیر نہیں رہ سکے گا۔۔۔اُس نے اپنی حالت بلکل کسی پاگل کی طرف بنالی تھی

۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

ایسی ویران ہُوئیں آنکھیں تیرے بعد کہ

میں سو بھی جاؤں تو کوئی خواب نہیں آتا مُجھے !

رات کے دو بجے زمان کھلی سی وائیٹ ٹی شرٹ پہنے اُس کے نیچے بلیک ٹراوزر پہنے بالکونی میں کھڑا تھا۔۔۔۔

اُس کے ہاتھ میں سگریٹ تھا جس کے کش لیتا وہ دھواں ہوا کے سپرد کر رہا تھا۔۔۔

اگر کبھی بھی کچھ چاہیئے ہو جو تمھیں لگے ملنا مشکل ہے تو تہجد پڑھ کر اللہؐ سے مانگنا دیکھنا پھر کیسے ملتا ہے۔۔۔۔ اس سے تمھارے دل اور دماغ کو سکون ملے گا اور وہ چیز بھی مل جائے گی جس کی تمھیں تمنا ہے۔۔۔۔زمان ہاتھ میں سگریٹ پکڑے کھڑا تھا جب اچانک اُسے اپنی مما کی بہت پہلے کی کہی بات یاد آئی۔۔۔۔

وہ جلدی سے سگریٹ پاؤں تلے مسلتے اپنے کمرے میں گیا اور وضو کرتے جائے نماز بچھا کر تہجد پڑھنے لگا ۔۔۔۔

تہجد کی رکعات ادا کرنے کے بعد اُس نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور آدھے گھنٹے سے بھی زیادہ وہ اللہؐ کے آگے زرغونہ کی حفاظت اور اُس کے مل جانے کی دعا کرتا رہا۔۔۔

تہجد ادا کرنے کے بعد وہ پر سکون ہو کر سو گیا اُسے یقین تھا اب اللہ اُس کی دعا رد نہیں کرے گا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح زمان کی آنکھ کھلی تو دیکھا نماز کا وقت تھا۔۔۔۔

نماز ادا کرتے وہ واپس سو گیا تھا۔۔۔۔

پھر اُس کی آنکھ کھلی تو دن کے دس بج رہے تھے۔۔۔۔وہ فریش ہوتے اپنے کمرے سے نکلا اور لاؤنج میں گیا ۔۔۔۔

لاؤنج میں ہی اشار صاحب بیٹھے ٹی وی پر خبریں سن رہے تھے۔۔۔۔

اسلام علیکم بابا۔۔۔۔زمان اُنھیں سلام کرتا ڈائینگ ٹیبل پر جا کر بیٹھا۔۔۔۔

وعلیکم اسلام آفس جاؤ گے آج۔۔۔۔اشار صاحب نے زمان کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

جی بابا جاؤ گا۔۔۔۔زمان نے سر ہلایا۔۔۔۔۔

کچھ ہی وقت بعد ملازمہ نے ناشتہ اُس کے سامنے آکر رکھا تو زمان بھی ناشتے میں مصروف ہو گیا۔۔۔۔

اُس کی یاد آرہی ہے۔۔۔۔اشار صاحب نے ریموٹ سے ٹی وی کا چینل بدلتے ہوئے زمان سے سوال کیا،اُس کے سوال پر وہ کھانا چھوڑتے حیرت سے اُنھیں دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

کیا مطلب بابا۔۔۔۔زمان سمجھ تو گیا تھا مگر پھر بھی انجان بنا۔۔۔۔

بہت بُرا لگا تا ہے ایک دم آپ سے اگر کوئی چھین جائے تو؟۔۔۔۔اشار صاحب نے اُس کے سوال کو اگنور کرتے اپنا سوال کیا۔۔۔۔۔

زمان بس خاموشی سے اُنھیں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

تم نے بھی یہی کیا تھا اُس کے ساتھ آج سے پانچ سال پہلے، تم نے اُس سے اُس کا بہترین دوست چھین لیا تھا وہ بھی اُس وقت جب اُس اپنے دوست کی سب سے زیادہ ضرورت تھی، اب خود پر آئی تو ایک ماہ میں ہی اپنا یہ حال بنالیا تم نے۔۔۔ اشار صاحب نے زمان کی حالت دیکھتے تنزیہ کہا۔۔۔

زمان نے اُن کی بات پر سر جھکا لیا تھا اُسے ایک دم زرغونہ کے ساتھ کیا اپنا رویہ یاد آیا اُسے شرمندگی نے آن گھیرا تھا۔۔۔

اب جاؤ اور اُسے ڈھونڈو ورنہ اپنے آپ کو مرد کہلانا بند کرو ایک مہینے سے تمھاری بیوی گم ہے اور تم ہو کے چپ چاپ بیٹھے ہو۔۔۔ اشار صاحب نے سخت لہجے میں اُس سے کہا۔۔۔۔

اللہ خافظ میں چلتا ہوں۔۔۔ زمان شرمندہ ہوتے ہوئے ناشتہ وہی چھوڑے اُٹھ کر وہاں سے نکل گیا نکلا۔۔۔

یہ زمان کے آفس کا منظر تھا جہاں وہ غصے کی شدت سے لال آنکھیں لیے کھڑا تھا اُس کے سامنے ہی اُس کے آدمی کھڑے تھے جنھیں اُس نے زرغونہ کو ڈھونڈنے میں لگا یا تھا۔۔۔

مجھے رات تک زرغونہ کا پتا چاہیئے ورنہ تم سب کو زندہ زمین میں گاڑ دوں گا میں۔۔۔۔زمان نے غصے سے چیخ کر کہا تو اُس کے سامنے کھڑے آدمی ڈر کر کانپے۔۔۔۔

سر ہم کوش۔۔۔۔

چپ بلکل چپ کوئی کوشش نہیں کر رہے ہو تم لوگ ایک مہینہ ہو گیا ہے تم لوگوں کی کوئی بھی کوشش نظر نہیں آئی مجھے۔۔۔۔اب مجھے رات تک اُس کا پتا چاہیئے ورنہ اپنی جان گنوانے کے زمہدار تم لوگ خود ہو گے۔۔۔۔زمان نے اپنے دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں سے اپنا ماتھا مسلتے اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔

یس سر۔۔۔۔اُس کے آدمی نے جلدی سے سر ہلایا اور وہاں سے اپنی جان بچاتے ہوئے باہر نکلے ورنہ کیا پتا زمان اُنھیں ابھی ہی ختم کر دے۔۔۔۔

حاتم ملک تم اپنے انجام کے لیے تیار ہو جاؤ بہت جلدی تمھاری موت میرے ہاتھوں ہونے والی ہے۔۔۔۔ زمان نے دانت پیستے ہوئے خیالوں میں حاتم ملک کو مخاطب کیا پھر گہرا سانس لیتے ہوئے ٹیبل پر رکھا پانی کا گلاس اُٹھایا اور پورا ایک ہی بار میں اپنے اندر انڈیل دیا۔۔۔۔

صبح اشار صاحب کی کی گئی باتیں اُس پر گہرا اثر کر گئی تھی اس لیے اب اُسے کیسے بھی کر کے رات سے پہلے زرغونہ کو ڈھونڈنا تھا۔۔۔

زرغونہ ایک ماہ سے اس کمرے میں بند تھی اُسے کھانا پینا اور ضرورت کی چیزیں اس کمرے میں مل جاتی تھی ۔۔۔

اب تو اُس نے یہ سوچنا چھوڑ ہی دیا تھا کے وہ کبھی یہاں سے نکل سکے گی کیوں کہ ایک ماہ تو گزر ہی گیا تھا کسی نے بھی اسے یہاں سے نکالنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔اُسے اب زمان پر بھی غصہ آنے لگا تھا۔۔۔

مگر ایک بات اچھی تھی کے اُس دن کے بعد حاتم ملک ادھر نہیں آیا تھا اس لیے زرغونہ تھوڑی پرسکون تھی ۔۔۔

زمان ام اب تم سے کبھی بات نہیں کرے گا اگر ادھر سے نکل بھی گیا تب بھی۔۔۔زرغونہ نے بیڈ پر بیٹھے اپنے خیالوں میں زمان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔۔۔

اے لڑکی یہ لے کپڑے اور باقی کا سامان تیار ہو جا آج باس گھر آئیں گے اُنھوں نے آرڈر دیا ہے کے تجھے اُن کے آنے سے پہلے ہی اُن کے کمرے میں پہنچا دیا جائے۔۔۔وہی عورت دروازہ کھولتے ہوئے اندر آئی اُس کے ہاتھ میں کچھ سامان تھا جو اُس نے زرغونہ کے آگے پھینکا۔۔۔

زرغونہ اُس کی بات سنتے ایک دم ساکت ہوئی تھی۔۔۔اُس کا سکون ایک دم مٹی میں ملا تھا۔۔۔۔

باجی ام کو گھر جانے دو تمھیں خدا کا واسطہ۔۔۔زرغونہ نے آنکھوں میں آنسوں لیے اُس عورت سے التجاء کی ۔۔۔۔

اوئے جا جلدی تیار ہو جا تیرے پاس آدھا گھنٹہ ہے۔۔۔وہ بے حس عورت زرغونہ کی بات کو نظر انداز کرتی کمرے سے نکل گئی۔۔۔

زرغونہ بیڈ پر بیٹھے ہی رونے لگ گئی تھی۔۔۔۔

اوئے تو ابھی تک ادھر بیٹھی ہے جا جا کر تیار ہو۔۔۔وہ عورت کچھ دیر بعد واپس آئی تو زرغونہ کو وہی بیٹھے دیکھ کر غصے سے بولی۔۔۔

زرغونہ ایک دم اُٹھ کر کپڑے لیتے واشروم میں گئی مگر اُس کی سسکیوں کی آواز ابھی بھی کمرے میں گونجی رہی تھی۔۔۔۔

زرغونہ کے تیار ہونے کے بعد وہ عورت اُسے لیتے سیڑھیاں چڑھ کر لاؤنج میں پہنچی۔۔۔

زرغونہ مسلسل رورہی تھی اور ساتھ میں اپناہاتھ اُس عورت کی سخت گرفت سے چھڑوانے کی کوشش کررہی تھی۔۔۔۔

ام کو جانے دو پلیز ام کو گھر جانے دو۔۔۔۔ زرغونہ نے روتے ہوئے کہا مگر وہ بے حس عورت تو جیسے کان بند کیے چل رہی تھی۔۔۔۔

وہ اُسے اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے لاؤنج میں بنی سیڑھیوں سے اوپر لے کر گئی پھر دائیں جانب بنے ایک کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

زرغونہ کو وہی کمرے کے فرش پر دھکا دیتے وہ عورت کمرے سے نکل گئی اور باہر سے اُسے لاک کر دیا۔۔۔

For more visit (exponovels.com)

زرغونہ فرش پر گری روتی رہی چیختی رہی کے باہر نکالو مگر کسی نے اُس کی فریاد نہیں سنی تھی وہ ظالم لوگ کان بند کیے بیٹھے تھے۔۔۔۔

کچھ وقت بعد ہی دروازہ کھلا اور حاتم ملک چہرے پر شیطانی مسکراہٹ لیے اندر داخل ہوا۔۔۔۔

زرغونہ ایک دم خود میں سمٹی تھی۔۔۔۔

خود کو خود ہی بچانا بند کرو اب تو مجھ سے نہیں بچ سکے گی تیرے شوہر نے مجھے بہت تکلیف دی ہے اُس کا بدلہ میں اب تجھ سے لوں گا۔۔۔۔ حاتم ملک نے مسکراتے ہوئے کہا اور زرغونہ کی جانب قدم بڑھائے۔۔۔۔

ام کو چھوڑ دو ام سے دور رہو۔۔۔۔ زرغونہ نے روتے روتے اُس سے کہا اور ساتھ ہی پیچھے کی جانب کھسکنے لگی ۔۔۔۔

ہاہاہا چھوڑ دوں تجھے ہاہاہا اتنا پاگل ہوں کیا آج تو میں تجھے بلکل نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔ حاتم ملک نے زرغونہ کا منہ اپنے ہاتھوں میں دبوچتے ہوئے سختی سے کہا۔۔۔۔

حاتم ملک نے ایک زوردار تھپڑ زرغونہ کے منہ پر لگایا تھا جس سے وہ ایک دم ایک طرف جا گری تھی۔۔۔۔
تھپڑ اتنے زور کا تھا کے زرغونہ کے منہ سے خون نکلنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔۔

حاتم ملک نے اُسے واپس سے اپنے سامنے کرتے ایک اور تھپڑ اُس کے گال پر مارا جس سے اُس پھر سے پیچھے جا لگی۔۔۔۔

اسی طرح کچھ دیر حاتم ملک اُس سے اپنی مار کا حساب لیتا رہا۔۔۔۔

زرغونہ ویسے ہی سسکتی رہی مگر اُس بے رحم شخص کو زرا بھی اُس پر رحم نا آیا۔۔۔۔

زمان اپنے آفس میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا جب اُس کا فون بجا۔۔۔۔

اُس نے بنا نمبر دیکھے جنجلاتے ہوئے کال پک کی۔۔۔۔

اسلام علیکم سر ابھی ہی حاتم ملک شہر سے دور ایک حویلی میں گیا ہے۔۔۔۔ یہ حویلی کافی بڑی ہے اور اس کے باہر حاتم ملک کا نام بھی لکھا ہے۔۔۔۔ گارڈ جس کو زمان نے حاتم ملک کے پیچھے لگایا ہوا تھا وہ بولا۔۔۔۔

جلدی سے مجھے لوکیشن بیجھو میں پہنچتا ہوں اُدھر۔۔۔۔ زمان نے گارڈ کی بات پر اپنے سامنے ٹیبل پر کھلا لیپ ٹاپ بند کیا اور جلدی سے اپنی کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔

اوکے سر۔۔۔۔ اُس گارڈ نے کہا ساتھ ہی کال بند کی پھر کچھ ہی دیر بعد زمان کو ایک میسج وصول ہوا جس میں اُس جگہ کا ایڈریس تھا۔۔۔۔۔

زمان جلدی سے اپنے آفس سے نکلتے ہوئے گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی کی سپیڈ تیز کر دی۔۔۔۔

ایک گھنٹے کا سفر تھا جو اُس نے آدھے گھنٹے میں پورا کر لیا تھا۔۔۔۔

زمان نے راستے میں اپنے باقی گارڈز کو بھی بلا لیا تھا کیوں کہ جانتا تھا حاتم ملک نے کافی زیادہ سکیورٹی رکھی ہو گی جس کا اکیلے زمان سامنہ نہیں کر سکے گا۔۔۔۔

اُس حویلی کے سامنے پہنچتے زمان نے گاڑی روکی اور گاڑی سے اُتر کر باہر نکلا۔۔۔۔۔

سر یہی ہے وہ حویلی جہاں حاتم ملک آیا ہے۔۔۔۔اُس نے گارڈ نے بتایا۔۔۔۔

او کے باقی کے گارڈز کو آنے دو پھر چلتے ہیں اندر۔۔۔۔زمان نے ماتھا مسلتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

پانچ منٹ کے انتظار کے بعد ہی اُس کے گارڈز کی گاڑی پہنچ چکی تھیں۔۔۔۔

زمان اُنھیں لیتے حویلی کے اندر داخل ہوا، وہ سامنے آتے سب گارڈز کو اُڑا رہے تھے۔۔۔۔

زمان نے ایک گارڈز کے پاس جاتے اُس کا کالر اپنی مٹھی میں جکڑا۔۔۔۔۔

بتا تیرا باس کہاں ہے ؟۔۔۔۔زمان نے غصے سے اُس گارڈ کے سر پر گن رکھتے پوچھا۔۔۔۔۔

وہ اوپر اُس کمرے میں۔۔۔۔ گارڈ نے ڈرتے ڈرتے بتایا تو زمان ایک گولی اُس کے سر میں مارتے جلدی سے اوپر بھاگا۔۔۔۔اُس کے گارڈز حاتم ملک کے آدھے سے زیادہ گارڈز کو مار چکے تھے۔۔۔۔

اسی طرح کبھی دیر حاتم ملک اُس سے اپنی مار کا حساب لیتا رہا۔۔۔۔

زرغونہ ویسے ہی سسکتی رہی مگر حاتم ملک کو زرا بھی اُس پر رحم نا آیا۔۔۔۔

تیرے شوہر نے مجھے ایسے ہی تکلیف دی تھی اُس دن۔۔۔۔ حاتم ملک نے اُس کے بال اپنی مٹھیوں میں جکڑتے ہوئے غصے سے کہا۔۔۔۔

زرغونہ تو بلکل بے ہوش ہونے کے درپر تھی مگر حاتم ملک اُس کے منہ پر پانی پھنک کر اُسے بے ہوش نہیں ہونے دے رہا تھا۔۔۔۔

حاتم ملک اُسے فرش سے کھینچتے ہوئے اب بیڈ پر لے کر جا رہا تھا جب پیچھے سے سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی ۔۔۔۔۔

حاتم ملک ایک دم پیچھے مڑا جہاں دروازے کے بیچ میں زمان چہرے پر غضب ناک تاثرات، ہاتھ میں گن پکڑے کھڑا تھا۔۔۔۔

چھوڑ زر غونہ کو۔۔۔۔زمان گن کا رخ حاتم ملک کی طرف کرتے غصے سے چیخا۔۔۔۔

حاتم ملک تو اُسے سامنے دیکھتے ہی بھیگی بلی بن گیا تھا،اُس نے زمان کے کہنے پر ایک دم زر غونہ کو چھوڑ دیا۔۔۔۔

اب زمان کے گارڈز بھی کمرے میں آ چکے تھے۔۔۔۔۔

اس کتے کو لے جاؤ یہاں سے اور کوئی اندر نا آئے۔۔۔زمان نے حاتم ملک کو اپنے گارڈز کی طرف دھکیل کر کہا اور گارڈز کو اندر داخل ہونے سے منع کیا کیوں کے زرغونہ کی حالت کافی خراب تھی۔۔۔

زرغونہ کیا تم ٹھیک ہو۔۔۔زمان نے پاس جاتے اُسے اپنی جیکٹ پہنائی اور اُس سے پوچھا جو ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی۔۔۔

د۔۔دور رہو۔۔۔زرغونہ شاید اپنے حواس میں نہیں تھی تب ہی زمان کو خود سے دور دھکیل رہی تھی۔۔۔

زرغونہ میں ہوں زمان۔۔۔زمان نے اُسے خود سے لگاتے ہوئے کہا مگر زرغونہ ابھی بھی اُس سے دور ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔

زرغونہ ریلیکس ہو جاؤ کچھ نہیں ہوا میں تمھارے پاس ہوں۔۔۔زمان نے آہستہ آہستہ اُس کی پیٹھ تھپکائی اسی طرح کچھ دیر میں ہی زرغونہ بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔

زمان اُسے جلدی سے لیتے باہر بھاگا، گارڈز نے اُسے آتے دیکھ کر نظریں جھکائیں اور گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔۔۔

زرغونہ کو گاڑی میں رکھتے زمان خود بھی اُس کے ساتھ بیٹھا اور ایک گارڈ نے گاڑی ہاسپٹل کی طرف موڑی ۔۔۔۔۔

پورے راستے زمان کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات رہے تھے، آخر ہاسپٹل آیا تو زمان زرغونہ کو لیتے ہاسپٹل کے اندر داخل ہوا جلدی سے ڈاکٹر کو بلاتے زرغونہ کو واڈ میں لے کر جایا گیا۔۔۔۔

سر آپ باہر ہی رہیں۔۔۔۔ڈاکٹر نے زمان کو اندر جاتے دیکھ کر کہا۔۔۔۔

وہ میری بیوی ہے میں اُسے اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔۔۔۔زمان غصے سے کہتے روم میں چلا گیا پیچھے ڈاکٹر منہ بناتے اندر داخل ہوا۔۔۔۔

سر آپ کی وائف کو صدمہ لگا ہے جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہیں آئی ہوپ وہ کچھ وقت میں ہوش میں آجائیں گی آپ کو اُس کا بہت خیال رکھنا ہے اور ٹینشن نہیں لینے دینی۔۔۔ڈاکٹر نے زرغونہ کا سہی سے چیک اپ کرتے ہوئے زمان کو بتایا تو اُس نے سر ہلایا۔۔۔

اسے کب تک ہاسپٹل میں رکھنا پڑے گا۔۔۔زمان نے زرغونہ کے پاس جاتے ہوئے پوچھا۔۔۔

ہوش میں آنے کے بعد مجھے پورا چیک اپ کرنا ہو گا اُس کے بعد اپ لے جایئے گا۔۔۔ڈاکٹر نے کہا اور روم سے نکل گیا۔۔۔

زمان زرغونہ کے سرہانے رکھی کرسی پر بیٹھا اور زرغونہ کے چہرے کے نشانوں پر ہلکا سا ہاتھ لگایا۔۔۔۔

زرغونہ کی یہ حالت دیکھتے اُسے ایک بار پھر حاتم ملک پر غصہ آیا تھا۔۔۔

زرغونہ کی ایک ایک چوٹ کا میں تم سے بدلہ لوں گا حاتم ملک اپنے انجام کے لیے تیار ہو جاؤ۔۔۔زمان نے مٹھیاں بند کرتے دانت پیس کر کہا۔۔۔

ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کے اشار صاحب اور زرغونہ کے تایا تائی روم میں آئے۔۔۔

زرغونہ کی تائی تو اُس کی حالت دیکھتے ہی رو دی تھیں جنہیں اب تایا چپ کروا رہے تھے۔۔۔۔

بابا مجھے کچھ کام ہے میں آتا ہوں۔۔۔۔زمان اشار صاحب سے کہتے ہاسپٹل سے نکل گیا۔۔۔

اُس کی گاڑی کا رخ ایک ویران علاقے کی طرف تھا جہاں دور دور کچھ گھر بنے ہوئے تھے شام ہونے کی وجہ سے یہ جگہ بلکل ویران تھی۔۔۔۔زمان نے گاڑی ایک کچی سڑک سے گزارنے کے بعد ایک عمارت کے سامنے روکی جو ابھی زیر تعمیر تھی۔۔۔۔

عمارت کے اندر داخل ہوتے وہ بیسمنٹ کی طرف بڑھا۔۔۔بیسمنٹ کے دروازے کے سامنے پہنچتے ہی دروازہ کھل گیا تھا۔۔۔۔

اندر کافی سارے گارڈز کھڑے تھے اور ایک کونے میں ایک دروازہ بنا ہوا تھا جس کے پیچھے ایک کمرہ تھا۔۔۔

کہاں ہے وہ۔۔۔۔زمان نے ایک گارڈ سے پوچھا،اُس کی آواز خطرناک حد تک سنجیدہ تھی جسے سنتے گارڈز بھی ایک پل حیران ہوئے تھے۔۔۔۔

سر وہ اُس روم میں۔۔۔۔ گارڈ نے کونے میں بنے روم کی طرف اشارہ کیا تو زمان لمبے لمبے ڈگ بھرتا اُس روم میں گیا۔۔۔۔

اندر روشنی بہت کم تھی اُس روشنی میں ایک سایہ نظر آرہا تھا جو کرسی پر بیٹھا تھا۔۔۔۔

زمان نے آگے بڑھتے سائیڈ پر رکھے ٹیبل کے اوپر سے جگ اُٹھایا جو پانی سے بھرا ہوا تھا اور پورا سامنے والے کے منہ پر اُچھالا جس سے سامنے والا ایک دم ہوش میں آیا۔۔۔۔۔

کیا حال ہے حاتم ملک صاحب کیسی لگی ہماری خدمت گزاری۔۔۔۔۔ زمان نے تنزیہ مسکراتے ہوئے حاتم ملک سے کہا جس کے ناک اور منہ سے خون نکل کر اب وہی جم گیا تھا اور منہ پر بھی کئی سارے نشانات تھے۔۔۔۔

مجھے چھوڑ دے زمان میں آج کے بعد کبھی بھی تمھارے گھر کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھوں گا۔۔۔۔ حاتم ملک نے التجا کی۔۔۔۔۔

ہاہاہا تم اس لائق رہے تو دیکھو گے میرے گھر کو۔۔۔۔ زمان نے قہقہہ لگایا جیسے حاتم ملک نے کوئی مزاحیہ بات کہی ہو۔۔۔۔۔

ابھی تمھاری خدمت صرف میرے گارڈز نے کی ہے مجھے بھی موقع دو کچھ خدمت کرنے کا۔۔۔زمان نے ہنستے ہوئے کہا اور کمرے کے ایک کونے میں رکھے ٹیبل سے ایک چاقو لے کر آیا۔۔۔ آرام سے حاتم ملک کے سامنے بیٹھتے اُس نے چاقو سے حاتم ملک کا دائیاں ہاتھ کاٹا خون سیدھا زمان کے ہاتھ پر گرا تھا مگر اُسے کوئی فرق نا پڑا ساتھ ہی حاتم ملک کی چیخیں پورے کمرے میں گونجی۔۔۔۔

زمان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی حاتم ملک کی چیخیں سنتے ساتھ ہی اُس نے چاقو سے اُس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا۔۔۔

اسی طرح وہ آدھا گھنٹہ اُس کمرے میں رہا پھر جب باہر نکلا تو اُس نے ہاتھ کپڑے اور یہاں تک کے جوتے بھی خون سے بھرے ہوئے تھے۔۔۔۔

باڈی کو کتوں کو ڈال دو۔۔۔زمان کہتے وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔

پیچھے جب گارڈز اندر داخل ہوئے تو کمرے اور حاتم ملک کا حشر دیکھتے اُس کی رح فنا ہوئی تھی۔۔۔ حاتم ملک کے جسم کا ہر حصہ الگ الگ پورے کمرے میں پڑا تھا۔۔۔

گارڈز ایک دوسرے کو دیکھتے آگے بڑھے اور باڈی کے حصہ جمع کرنے لگے تا کے کتوں کو دے سکیں۔۔۔

---------------------------------------گھر آنے کے ایک ہفتے بعد ہی زرغونہ نے واپس سے کالج جانا شروع کیا۔۔۔ آج اُسے زمان خود کالج چھوڑنے آیا تھا۔۔۔

خدا حافظ ام چلتا ہے۔۔۔ زرغونہ نے گاڑی سے نکلتے زمان کی طرف آکر کہا۔۔۔

خدا حافظ اپنا خیال رکھنا اور جب فری ہو گی تو مجھے کال کر دینا میں آجاؤں گا تمھیں لینے۔۔۔زمان نے مسکرا کر کہا تو زرغونہ سر ہلاتے کالج کے گیٹ سے اندر چلی گئی۔۔۔

زرغونہ ابھی اپنی کلاس میں جا ہی رہہ تھی جب پیچھے سے اُسے زور سے کوئی چیز اپنی کمر میں لگی اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں مناہل چہرے پر غضب ناک تاثرات لیے کھڑی تھی اُس کے ساتھ ہی نور اور منال بھی کھڑی تھیں جو زرغونہ کو گھور رہی تھیں۔۔۔

تم نے ام کو کیوں مارا۔۔۔ زرغونہ نے کمر پکڑتے ہوئے کہا جہاں پر مناہل نے اُسے موٹا سار جسٹر مارا تھا۔۔۔

تم کہاں غائب تھی اتنا وقت۔۔۔ مناہل نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا زرغونہ کا چہرہ چادر سے ڈھکا ہوا تھا اس لیے اُنھیں زرغونہ کے چہرے کے نشان نہیں نظر آرہے تھے۔۔۔

تمھیں پتا ہے ہم تمھارا پتا کرنے کے لیے تمھارے گھر گئے تھے لیکن کسی نے جانے ہی نہیں دیا اندر۔۔۔نور نے زرغونہ کو گھورتے ہوئے بتایا۔۔۔

ام تم کو سب کچھ بتاتا ہے پہلے ام کو گھورنا بند کرو۔۔۔زرغونہ نے اُس تینوں کو دیکھتے ہوے کہا تو وہ تینوں تھوڑا نارمل ہوئیں۔۔۔

چلو کینٹین امارے ساتھ۔۔۔زرغونہ اُنھیں لیتی کینٹین گئی جہاں پر بیٹھتے اُس نے سب کچھ اُن تینوں کو بتایا

۔۔۔۔

وہ تینوں تو صدمہ میں ہی چلی گئی تھیں یہ سوچتے کے زرغونہ کے ساتھ اتنا بُرا ہوا ہے۔۔۔

۔۔۔

تین سال بعد۔۔۔

Congrats Mr Zaman

آپ کا بیٹا ہوا ہے اور آپ کی وائف بھی ٹھیک ہیں اب۔۔۔

آپریشن تھیٹر سے نکل کر ڈاکٹر نے زمان کو بتایا جو کوریڈور میں ادھر سے اُدھر چکر کاٹ رہا تھا۔۔۔

ک۔۔کیا سچ میں ڈاکٹر۔۔۔زمان نے خوشی سے کہا جس پر ڈاکٹر نے سر ہلایا۔۔۔

بابا آپ نے سنا ڈاکٹر نے کیا بولا میرا میرا بیٹا ہوا ہے۔۔۔۔زمان پیچھے کھڑے اشار صاحب سے بولا جن کے چہرے پر پہلے ہی مسکراہٹ آئی ہوئی تھی۔۔۔۔

بلکل زمان مبارک ہو۔۔۔۔اشار صاحب خوش سے زمان کے گلے لگے۔۔۔۔

اُن سے الگ ہوتے زمان زرغونہ کے تایا اور تائی سے ملا پھر آخر میں کھڑے نعمان سے ملا جس نے خوشدلی سے اُسے مبار کباد دی۔۔۔۔

بابا میں مسجد سے ہو کر آتا ہوں۔۔۔۔زمان خوشی سے کہتے شکرانے کے نفل ادا کرنے چلا گیا۔۔۔۔

نفل ادا کرنے کے بعد زمان سیدھا زرغونہ کے روم میں گیا جہاں وہ بیڈ پر آنکھیں بند کیے لیٹی تھی اور بیڈ کے ساتھ ہی رکھی کاٹ میں بے بی سو رہا تھا۔۔۔۔

زمان نے سب سے پہلے جاتے بے بی کی کاٹ سے اُسے اُٹھایا بے بی کافی چھوٹا سا تھا مشکل سے زمان کے ساتھ سے باہر جاتا تھا۔۔۔۔۔

زمان نے اُس کے ننھے ننھے گالوں پر اپنے لب رکھے تو وہ ہلکا سا منہ بنانے لگا۔۔۔۔اُس کے اس طرح کرنے پر زمان کا قہقہہ چھوٹا جس سے زرغونہ بھی آنکھیں کھولے زمان کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔۔زرغونہ نے زمان کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

کچھ خاص نہیں بس ہمارا بیٹا تم پر گیا ہے۔۔۔۔زمان نے بے بی کو اُٹھا کر زرغونہ کے پاس جاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

زرغونہ نے ہاتھ بڑھائے تو زمان کے بے بی کو اُسے تھما دیا۔۔۔۔

یہ تو واقعی ام جیسا ہے اب بس اس کا دل آپ پر نا چلا جائے کھڑوس اور اکڑو۔۔۔زرغونہ نے بے بی کو پیار کرتے ہوئے زمان سے کہا۔۔۔

میں کھڑوس اور اکڑو ہوں۔۔۔زمان نے حیرت سے پوچھا جس پر زرغونہ نے سر ہلایا۔۔۔

ایک دفعہ تم ٹھیک ہو جاؤ پھر میں تم سے اس بات کا بھی بدلہ لوں گا۔۔۔زمان نے اُسے گھورتے ہوئے کہا ۔۔۔

اب امارے پاس امارا بیٹا ہے ام آپ کو چھوڑ کر چلا جائے گا اپنے بیٹے کے ساتھ۔۔۔زرغونہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

آج ایسا بول دیا نا آج کے بعد نہیں بولنا میں تمھیں اور اپنے بیٹے کو اب کبھی خود سے دور نہیں جانے دوں گا ۔۔۔زمان کا لہجہ سخت تھا۔۔۔

ام تو مذاق کر رہا تھا آپ ام کو ڈانٹنے ہی لگ جاتا ہے۔۔۔زرغونہ نے معصومیت سے کہا تو زمان سے اُسے کھینچتے اپنے ساتھ لگایا۔۔۔

میں ڈانٹ نے رہا بس کہہ رہا ہوں میں اب تم دونوں کی جدائی کبھی برداشت نہیں کر سکوں گا کبھی بھی نہیں ۔۔۔زمان نے پیار سے کہا جا پر زرغونہ مسکرادی تب ہی بے بی کے رونے کی آواز آئی تو دونوں اُس کی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔

زمان جلدی سے اس کا فیڈر بنا کر دیں اس کو بھوک لگی ہے۔۔۔زرغونہ نے پریشانی سے کہا تو زمان سے حیرت سے اُسے دیکھا۔۔۔

میں بنا کر دوں۔۔۔زمان نے حیرت سے اپنی جانب اشارہ کیا۔۔۔

ہاں نا اور کوئی ہے اس کمرے میں جس کو ام کہے گا جلدی بنائیں بے بی رو رہا ہے۔۔۔۔ زرغونہ نے اُسے گھورتے ہوئے کہا ساتھ ہی وہ بے بی کو بھی چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی جو کافی دیر سے روئے جا رہا تھا۔۔۔۔

زمان نے اُس کی بات سنتے بے چارگی سی شکل بنائی۔۔۔۔

اب زمان خان کی زندگی میں یہی کام رہ گیا تھا بس۔۔۔۔ مگر اب بیوی کی سنی تو پڑے گی ہی نا اس لیے لگ جا کام کر یہ نا ہو کل وہ سچ میں اپنے بیٹے کے ساتھ تجھے چھوڑ کر چلی جائے۔۔۔۔ زمان بڑبڑاتے ہوئے فیڈر بنانے لگا اور زرغونہ بے بی کو چپ کروانے لگی۔۔۔۔ آج اُن کی نفرت کی داستان محبت پر جا کر ختم ہوئی تھی۔۔۔۔

ختم شد

For more visit (exponovels.com)